عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ ۱۲ .... جلد ۳۹/۹

ذوالحجہ ۱۴۲۶ھ

جنوری 2006ء

دینیات سے نماز کا اخراج

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت، بعثت، معجزات

مسائل و احکام قربانی

یوم بشارت اور عیسائی مشنریوں کی پاکستان میں سرگرمیاں

قادیانی پٹرول پمپ چنیوٹ میں کیوں؟

www.khatm-e-nubuwwat.com

Email: mahanamalolaak@yahoo.com

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ ۱۲ .... جلد ۹/۳۹

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ — مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ — مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ

فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ — حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ

شیخ الحدیث مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ — شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ

حضرت مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ — حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ — حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ

حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

سرپرست: خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد دامت برکاتہم

سرپرست: پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینی مدظلہ العالی

نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: صاحبزادہ طارق محمود

ایڈیٹر: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

سرکولیشن منیجر: رانا محمد طفیل جاوید

منیجر: قاری محمد حفیظ اللہ

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا صاحبزادہ عزیز احمد
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا عزیز الرحمٰن ثانی	مولانا فقیر اللہ اختر
مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن	مولانا محمد نذر عثمانی
مولانا قاضی احسان احمد	مولانا غلام حسین
مولانا محمد طیب فاروقی	مولانا محمد اسحاق ساقی
مولانا محمد قاسم رحمانی	مولانا غلام مصطفیٰ
مولانا عبدالستار حیدری	مولانا عبدالحکیم نعمانی
چوہدری محمد اقبال	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا محمد حسین ناصر	مولانا عبدالرزاق

رابطہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ ملتان

فون: ۴۵۱۴۱۲۲ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمتہ الیوم!

دینیات سے نماز کا اخراج	صاحبزادہ طارق محمود	3
خودساختہ امام مہدی کا ڈرامہ	״ ״ ״	4
کالا باغ ڈیم یا مسئلہ کشمیر	״ ״ ״	6
جناب قاری محمد صدیق صاحبؒ کا سانحہ ارتحال	״ ״ ״	8
قادیانی پٹرول پمپ چنیوٹ میں کیوں	״ ״ ״	9

مقالات ومضامین!

مسائل قربانی	حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ	10
ایک جنتی خاتون کی داستان	الشیخ محمد بن حسین بغدادیؒ	15
حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام	حضرت مولانا امیر الدین	18
یوم بشارت اور پاکستان میں عیسائی مشنریوں کی سرگرمیاں	حضرت مولانا زاہد الراشدی	29
حضرت مولانا نعیم امجد سلیمیؒ	حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری	33
غم ہائے فراق	حضرت مولانا اللہ وسایا	38
جناب قاری محمد صدیق صاحبؒ فیصل آباد	حضرت مولانا اللہ وسایا	43
جناب قاری نور الحق قریشیؒ	حضرت مولانا اللہ وسایا	46

ردقادیانیت!

مرزا غلام احمد قادیانی کی مناظرہ بازی	جناب حاجی اشتیاق احمد	48
قادیانیوں کی سرگرمیاں بند کی جائیں	جناب مولوی فقیر محمد	52
دامن حق اور دامن باطل	جناب سید محمد اکبر	54
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	55

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم!

دینیات سے نماز کا اخراج!

23 دسمبر بروز جمعۃ المبارک پورے ملک میں دینیات سے طریقہ نماز کے اخراج پر یوم احتجاج منایا گیا۔ متحدہ مجلس عمل کے سیکرٹری جنرل حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب نے حکومتی اقدام کی شدید مذمت کرتے ہوئے اعلان کیا ہے کہ مداخلت فی دین برداشت نہیں کی جائے گی۔ جماعت اسلامی کے امیر جناب قاضی حسین احمد صاحب نے احتجاج کرتے ہوئے الزام لگایا ہے کہ حکومت امریکی ایجنڈے کو پایہ تکمیل تک پہنچا رہی ہے۔ بڑے شہروں کے خطباء نے دینیات سے طریقہ نماز نکالنے پر حکومتی اقدام کی پرزور مذمت کی ہے۔

وفاقی وزیر تعلیم قاضی جاوید اشرف (ر) لیفٹیننٹ جنرل نے ایک بیان میں کہا ہے کہ حکومت یکساں نصاب تعلیم اپنانے کے لئے بعض تبدیلیاں کر رہی ہے۔ انہوں نے مزید بتایا کہ میٹرک کی سطح پر جنرل سائنس گروپ ختم کر کے ٹیکنالوجی گروپ متعارف کروایا جا رہا ہے۔ تعلیمی نصاب میں شامل دینیات کی کتب میں سے طریقہ نماز سے متعلق مواد خارج کیا جا رہا ہے۔ دینی حلقوں اور دینی و سیاسی شخصیات کی جانب سے شدید ردعمل سامنے آیا تو موصوف وفاقی وزیر تعلیم نے وضاحتی بیان میں اس سے لاتعلقی کا اظہار کرتے ہوئے تاویلاً ارشاد فرمایا کہ نصاب تعلیم یکساں اور از سر نو مرتب کیا جا رہا ہے۔ قبل ازیں سابق وزیر تعلیم زبیدہ جلال نے روشن خیالی اور جدت پسندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے دینیات کی نصابی کتب میں نقب زنی کا آغاز کیا تھا۔ کچھ مدت پہلے جہاد اور یہود و نصاریٰ کی تکذیب سے متعلق آیات قرآنی کو نصاب تعلیم سے خارج کیا گیا تھا۔ زبیدہ جلال کے بعد صاحب کمال اسی روشن خیالی اور جدت پسندی کے مشن کو آگے بڑھانے میں مصروف عمل ہیں۔ قوم کو اب یقین آنے لگا ہے کہ ہمارے نصاب تعلیم اور بالخصوص دینیات کے نصاب سے دین کے بنیادی عقائد کو کس طاقت کے اشارے پر خارج کیا جا رہا ہے۔

ہم یہ بات بھی ریکارڈ پر لانا چاہتے ہیں کہ ہمارے نصاب تعلیم سے دینیات کے حوالے سے اہم دینی عقائد کے اخراج میں قادیانی لابی پس پشت متحرک ہے۔ ماضی میں ختم نبوت کے باب کا خاتمہ قادیانی سازش کا نتیجہ تھا۔ قادیانیوں کا الہامی عقیدہ ہے کہ جہاد حرام ہے۔ یہود و ہنود سے قادیانی گروہ کے روابط اور تعلقات کسی سے پوشیدہ نہیں۔ قادیانی ایک طویل مدت سے تعلیم جیسے اہم شعبہ میں گھس کر گھناؤنی سازش میں مصروف عمل رہے ہیں۔ ماضی قریب میں راجہ غالب قادیانی کو پنجاب ٹیکسٹ بورڈ کا چیئرمین بنانا اسی سازش کا حصہ تھا۔ قادیانی جماعت درپردہ ایک سپر طاقت کی آلہ کار بن کر پاکستان کے نظریاتی تشخص اور مخصوص عقائد کے علاوہ اسلامی فکر کو ختم کرنے کے درپے ہیں۔

نصاب تعلیم کا معاملہ کسی بھی قوم کے لئے انتہائی حساس ہے۔ پاکستان ایک خالصتاً نظریاتی مملکت ہے۔ جسے

کلمہ کی بنیاد پر حاصل کیا گیا تھا۔ اس کا نصاب تعلیم اسلامی فکر اور نظریاتی اساس پر ہی مرتب کیا جانا ضروری ہے۔ پاکستان دوقومی نظریہ کی بنیاد پر معرض وجود میں آیا تھا۔ اگر بدقسمتی سے یہ مملکت خداداد صحیح معنوں میں ایک اسلامی ریاست نہ بن سکی تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ نصاب تعلیم کو روشن خیالی اور جدت پسندی کی نذر کر کے اسلامی فکر سے عاری کر دیا جائے۔ نائن الیون کے بعد ہمارے سیاسی‘ معاشی‘ اقتصادی اور معاشرتی ڈھانچہ کو بدلنے کی مذموم کوششوں کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔ ایک طویل عرصہ سے یہ افواہ گردش کر رہی ہے کہ پاکستان اور بھارت کا نصاب تعلیم یکساں کیا جا رہا ہے۔ بھارت سے دوستی‘ بس سروس اور تجارتی اور ثقافتی معاہدوں کی بھرمار اور تجدید عہد سے اس بات کو تقویت ملتی ہے کہ جغرافیائی سرحدوں پر آزادی اور روشن خیالی کے ساتھ ساتھ نظریاتی سرحدوں پر بھی روشن خیالی کے چراغ روشن کئے جا رہے ہیں۔ موجودہ حکومت تیزی سے ایسی خودکش پالیسیوں پر عمل پیرا ہے کہ دینی تشخص اور نظریاتی اساس کو ختم کر کے لادین (سیکولر) معاشرہ تشکیل دیا جائے۔ شاید اسی باعث کمال اتاترک کے نظریہ کو متعارف کروایا جا رہا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ہمیں یہ بھارت کے ساتھ برابری کی بنیاد پر اپنے معاملات کو حل کرنا چاہئے۔ اگر اسلامی تشخص اور نظریاتی بنیاد کو پس پشت ڈالا گیا تو یہ اقدام ہماری وحدت اسلامی اور بقا کو داؤ پر لگانے کے مترادف ہوگا۔

نصاب تعلیم سے آہستہ آہستہ دین کے بنیادی عقائد کو نکالنا ایک گہری سازش ہے۔ اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ نئی نسل کو اسلامی اقدار اور دینی سوچ سے بے بہرہ کر دیا جائے۔ نماز اسلام کا بنیادی اور اہم رکن ہے۔ اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن مجید میں جابجا اقامت وصلوٰۃ کا حکم دیا گیا ہے۔ جبکہ پیغمبر اسلام حضور نبی کریم ﷺ نے (الصلوٰۃ معراج المومن) نماز کو مومن کی معراج قرار دیا ہے۔ نماز ہی وہ عبادت ہے جو انسان کو فواحش سے روکتی ہے اور گناہوں سے باز رکھتی ہے۔ نماز ہی واحد عبادت ہے جس کے متعلق سخت احکامات آئے ہیں۔ پانچ وقت کی نماز ہر دس سالہ مسلمان بچے پر فرض ہے۔ دین میں کہیں جبر و کراہ نہیں۔ لیکن حکم ہے کہ بچہ اس مخصوص عمر سے تجاوز کرنے پر نماز نہ پڑھے تو سختی سے نماز کی پابندی کروائی جائے۔ دینیات سے طریقہ نماز کا اخراج اس بات کا بین ثبوت ہے کہ نئی نسل کو نماز جیسی عبادت کی اہمیت اور فضیلت سے بے خبر کر کے بے نمازی بنایا جائے۔ معاشرتی اصلاح کے لئے بھی ضروری ہے کہ بچوں کے علاوہ بڑوں کو بھی نماز کی ترغیب دی جائے۔ آج جبکہ معاشرتی بگاڑ‘ جرائم‘ اغوا‘ ڈکیتی‘ گینگ ریپ جیسے جرائم اور لاقانونیت کا دور دورہ ہے۔ نماز سے متعلق عام تحریک کی ضرورت تھی۔ حکومت ثواب لینے کی بجائے الٹا اللہ رب العزت کا عذاب لینے کی جستجو میں ہے۔ بہتر یہ ہوگا کہ کسی بڑی طاقت کے حکم کی بجائے حقیقی خالق و مالک کے احکامات کی تعمیل کی جائے۔

خودساختہ امام مہدی کا ڈرامہ

اخباری اطلاعات کے مطابق فیصل آباد پولیس نے جعلی امام مہدی اور اس کے اٹھائیس جانثار پیروکاروں کو گھمسان کے مقابلہ کے بعد گرفتار کر لیا۔ جعلی امام مہدی اور اس کے لشکریوں نے جو جدید اسلحہ سے لیس تھے 15 دسمبر کو

موٹر وے کمال پور انٹر چینج پر ایک مسافر بس کو یرغمال بنالیا۔ جس میں 58 مسافر سوار تھے۔ دوطرفہ فائرنگ کے نتیجہ میں جعلی امام مہدی کے چار ساتھی زخمی ہوئے جن میں ایک موقع پر ہلاک ہوگیا۔ اخباری اطلاعات کے مطابق جب جعلی امام مہدی اور اس کے ساتھیوں کو جیل میں لایا گیا تو جیل کی ڈیوڑھی میں خوش آمدید کے طور پر اس کی چھترول لترول سے تواضع کی گئی۔ اس کے ساتھی اپنے پیشوا کی کرامات کا انتظار کرتے رہے۔ لیکن اس موقع پر جعلی امام مہدی کی کوئی کرامت رونما نہ ہوسکی۔ جعلی امام مہدی کے خلاف پولیس نے مقدمہ درج کر کے تحقیقات شروع کردی ہیں۔ اس واقعہ کے بعد حساس ادارے اور مختلف حکومتی ایجنسیاں حرکت میں آ گئیں۔ جعلی امام مہدی کے پیروکار محمد شفیع کو چک نمبر 159 گوجرہ میں دفن کیا گیا۔ اس موقع پر گاؤں کے مسلمانوں نے اس کی نماز جنازہ پڑھنے سے انکار کردیا۔ نماز جنازہ پڑھانے کے لئے دوسرے گاؤں سے امام مسجد کو لایا گیا تو انہیں بھی جب حقیقی صورت حال کا علم ہوا تو وہ توبہ استغفار کرتے ہوئے حج بیت اللہ کی زیارت کے لئے روانہ ہوگئے۔ گوجرہ میں اس واقعہ پر شدید ردعمل ہوا۔ مسلمانوں نے مطالبہ کیا ہے کہ محمد شفیع کو مسلمانوں کے قبرستان سے نکال کر کہیں اور دفن کیا جائے۔

جعلی امام مہدی شہباز احمد کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ پہلے اس کا تعلق ریاض گوہر شاہی سے تھا۔ پھر اس نے علیحدگی اختیار کر کے اپنا علیحدہ گروپ بنالیا۔ اس کے پیروکار اسے ذہنی طور پر امام مہدی مانتے ہیں۔ اس کے پیروکاروں کی تعداد 900 کے قریب بیان کی جاتی ہے۔ ابتدائی تحقیقات سے پتہ چلتا ہے کہ اس کے بیوی بچے انگلینڈ میں مقیم ہیں۔ جعلی امام مہدی بھی گزشتہ کئی برس سے برطانیہ میں مقیم رہا ہے۔ پہلے قصاب کا کام کیا۔ پھر ٹیکسی چلاتا رہا۔ اس طرح ترقی کرتے کرتے امام مہدی بن گیا۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ گوہر شاہی سے علیحدگی کے بعد ''دین یونس'' کا پرچار شروع کیا۔ جعلی امام مہدی اور اس کے 28 مسلح پیروکاروں کی فائرنگ' دہشت گردی اور پولیس مقابلہ کا واقعہ بلاشبہ گزرنے والے سال کا غیر معمولی واقعہ ہے۔ جعلی امام مہدی اور اس کے ماننے والے مسلح گروہ کی دیدہ دلیری اور کھلی جارحیت پر مختلف قسم کی قیاس آرائیاں کی جارہی ہیں۔ دینی حلقوں اور علمائے کرام نے اس واقعہ کو بیرونی سازش بھی قرار دیا ہے۔ جماعت الدعوۃ فیصل آباد نے ایک پریس ریلز کے ذریعہ جعلی امام مہدی کی پاکستان آمد اور اشتعال انگیزی کو ایک گہری سازش قرار دیا ہے۔ جماعت الدعوۃ کے ضلعی امیر ابوسعید شبیر نے مورخہ 18 دسمبر کے روزنامہ نوائے وقت میں ایک بیان کے ذریعہ الزام لگایا ہے کہ جعلی امام مہدی برطانوی خفیہ ایجنسیوں سے دہشت گردی کی خصوصی تربیت لے کر پاکستان آیا ہے۔ اشتعال انگیز فرقہ وارانہ فسادات کروا کر دینی و مذہبی جماعتوں کو بدنام کروانا چاہتا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ دین یونس نامی تنظیم کی بنیاد برطانوی خفیہ اداروں نے رکھی۔ پاکستان میں یہ گروہ حزب ریاض' مہدی فاؤنڈیشن' سرکار صوفی اور دین یونس کے ناموں سے کام کر رہا ہے۔ یورپ میں یہ گروہ AFSM اور ARGO کے نام سے کام کر رہا ہے۔ برطانوی خفیہ ادارے اس وسیع نیٹ ورک کے لئے اسے امداد

فراہم کر رہے ہیں۔ ضلعی امیر نے خدشہ ظاہر کیا ہے کہ خود ساختہ امام مہدی کا ڈرامہ رچانے والوں نے ملزمان کو چھڑوانے کے لئے پاکستان سے خفیہ رابطے بھی شروع کر دیئے ہیں۔

جماعت الدعوۃ کے ذمہ دار رہنما کا یہ بیان لمحہ فکریہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ماضی میں اسلام کو نقصان پہنچانے والی تحریکوں کی سرپرستی یورپ اور بالخصوص برطانیہ نے اپنے ذمہ لے رکھی تھی۔ محسوس یہ ہوتا ہے کہ وہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ ماضی بعید میں مرزا غلام احمد قادیانی کی جعلی نبوت کو برطانوی سرکار نے ہی پروان چڑھایا تھا۔ تنسیخ جہاد اور اطاعت برطانیہ کا مشن پس پشت تھا۔ آج بھی برطانیہ نے ہی اس فتنہ کی قیادت کو پناہ دے رکھی ہے۔ گوہر شاہی کو بھی برطانیہ نے پناہ دی تھی اور در پردہ اس فتنہ کی سرپرستی اور حوصلہ افزائی کی۔ قرین قیاس ہے کہ جعلی نبوت کی طرح جعلی امام مہدی کو بھی برطانیہ سرکار نے ہی تخلیق نہ کیا ہو۔ مقاصد کیا ہیں؟ یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا۔

گستاخیان پیغمبر اسلام کو برطانیہ نے پناہ دی۔ ماضی کی بے شمار مثالیں بطور ثبوت موجود ہیں۔ ماضی قریب میں سرکار دو عالم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے مسیحی ملزمان کو پروٹوکول دے کر برطانیہ میں سیاسی پناہ دی گئی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ حکومت نام نہاد جعلی امام مہدی کے معاملہ میں کیا کردار ادا کرتی ہے۔ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ اس واقعہ کی غیر جانب دارانہ تحقیقات کی جائے۔ تمام حقائق منظر عام پر آنے چاہئیں۔ اگر ملزمان کے ساتھ کوئی رعایت برتی گئی تو ان شکوک وشبہات کو تقویت ملے گی جن کا اظہار کیا جا رہا ہے۔

کالاباغ ڈیم یا مسئلہ کشمیر

صدر مملکت جنرل پرویز مشرف کے کالاباغ ڈیم کی فوری تعمیر سے متعلق بیان کے بعد سیاسی وسرکاری شخصیات کے درمیان اختلافی بیانات کی آگ بھڑک اٹھی ہے۔ صدر صاحب نے گزشتہ دنوں ایک بیان میں کہا کہ وہ کالاباغ ڈیم پر مناظرہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ صدر صاحب نے گزشتہ دنوں سکھر میں منعقدہ عمائدین اور دانشوروں کے ایک مخصوص اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اگر کالاباغ ڈیم تعمیر نہ ہوا تو سندھ صحرا میں تبدیل ہو جائے گا۔ نئے آبی ذخائر کے حوالے سے صدر جنرل پرویز مشرف نے براہ راست رابطہ مہم شروع کر کے یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ وہ واقعی کالاباغ ڈیم کی تعمیر میں سنجیدہ ہیں۔ سکھر' کراچی اور بلوچستان کے عوامی نمائندوں' سیاسی شخصیات اور عوام کو ذہنی طور پر تیار کرنے کے لئے ان کے حالیہ دورے غیر معمولی اہمیت کے حامل ہیں۔

صدر مملکت جنرل پرویز مشرف کو عنان حکومت سنبھالے ہوئے تقریباً چھ سال ہونے کو ہیں۔ نہ جانے انہیں یکایک کالاباغ ڈیم کی فوری تعمیر کا خیال کیسے آ گیا؟ حالانکہ وہ آبی ذخائر کی کمی کے حوالے سے جن خدشات کا اظہار کر رہے ہیں وہ خدشات پہلے دن سے ہی موجود تھے۔ اب ان خدشات کے پیش نظر کالاباغ ڈیم کی فوری تعمیر کیونکر ناگزیر ہو گئی؟ کہ وہ اس مسئلہ پر مناظرہ ومباحثہ کے میدان میں اترنے کو بھی تیار ہو گئے۔ کالاباغ ڈیم کی تعمیر پر ایک

طویل مدت سے بحث وتمحیص کا سلسلہ جاری رہا ہے۔ موجودہ صورت حال میں کالا باغ ڈیم کا ایشو بھی مسئلہ کشمیر بنتا دکھائی دے رہا ہے۔ کالا باغ ڈیم کی تعمیر کا مسئلہ ایک طویل مدت سے التوا میں چلا آ رہا ہے۔ ہمارے حکمرانوں کی ناعاقبت اندیشیوں، مخصوص مصلحتوں اور بیرونی دباؤ کے باعث گزشتہ چالیس برس صرف اسی سوچ بچار، بحث وتمحیص میں گزر گئے کہ ڈیم بننا چاہئے کہ نہیں۔ افسوس کہ ملکی مفاد کو علاقائی مفاد اور صوبائی عصبیت اور سیاسی انا کی بھینٹ چڑھا دیا گیا۔ جو منصوبہ آج سے تیس چالیس برس پہلے اربوں روپے میں پایہ تکمیل تک پہنچنا تھا اب کھربوں سے بھی تجاوز کر جائے گا۔ وقت اور قومی سرمایہ کا ضیاع کس کے کھاتے میں ڈالا جائے۔ اہل دانش کا کہنا صحیح ہے کہ بروقت فیصلے ہی قوموں کی تقدیر بدلتے ہیں۔

کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے مسئلہ پر صوبائی حکومتوں کے اختلافات بھی کھل کر سامنے آ گئے ہیں۔ پہلے اس راہ میں علاقائی سیاست دان رکاوٹ تھے۔ اب اختلافات زیادہ گھمبیر اور نازک صورت حال اختیار کر گئے ہیں۔ سندھ کے گورنر اور وزیراعلیٰ کے متعلق صدر مملکت نے کہا ہے کہ اگر انہیں اختلاف ہوتا ہے تو وہ میرے ساتھ نہ ہوتے۔ مگر ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین اور جماعت کے دیگر قائدین کالا باغ ڈیم کی مخالفت میں کھل کر بیان دے رہے ہیں۔ صدر صاحب کالا باغ ڈیم کے مسئلہ پر جس قدر پرجوش اور سرگرم عمل ہیں حکومتی جماعت کے بعض اہم عہدے داران، وفاقی وزراء اور بالخصوص سندھ اور بلوچستان کے وزرائے اعلیٰ اس مہم میں شریک نظر نہیں آتے۔ سرحد کے وزیراعلیٰ اکرم درانی نے تو غیر ملکی ڈونرز اداروں سے باقاعدہ اپیل کر ڈالی ہے کہ وہ متنازعہ منصوبوں میں سرمایہ کاری سے گریز کریں۔ ادھر متحدہ مجلس عمل کی مرکزی قیادت نے کالا باغ ڈیم کی تعمیر سے اتفاق کیا ہے۔ البتہ انہوں نے مقام کی تبدیلی کی تجویز دے کر حکومت کی راہیں ہموار کر دی ہیں۔ مسلم لیگ فنکشنل کے سربراہ جناب پیر پگاڑا صاحب نے ایک پریس کانفرنس کے ذریعہ کالا باغ ڈیم کی تعمیر سے متعلق جرات مندانہ حمایت کا مظاہرہ کر کے یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ سندھ کی ساری سیاسی قیادت کالا باغ ڈیم کے خلاف نہیں۔ بلوچستان کے جو سیاسی زعماء کالا باغ ڈیم کی مخالفت کر رہے ہیں وہ فہم سے بالاتر ہے۔ کیونکہ سب جانتے ہیں کہ دریائے سندھ کے پانی کا بلوچستان سے کوئی تعلق نہیں۔ البتہ بلوچستان کا وہ وسیع وعریض رقبہ جو بنجر پڑا ہے کالا باغ ڈیم بننے کی صورت میں زیر کاشت آ سکتا ہے۔ اس طرح کالا باغ ڈیم سے بلوچستان کی مردہ زمین کو زندگی کا بانکپن حاصل ہو سکتا ہے۔

صدر مملکت جنرل پرویز مشرف نے کالا باغ ڈیم کی تعمیر پر جس عزم کا اظہار کیا ہے۔ خدا کرے وہ اپنے مشن میں کامیاب وکامران ہوں۔ ان کا فیصلہ دیر آید درست آید کے مترادف ہے۔ کالا باغ ڈیم کسی فرد واحد یا کسی خاص سیاسی جماعت کا مسئلہ نہیں۔ اس سے پوری قوم اور ملک کا مفاد وابستہ ہے۔ پاکستان بنیادی طور پر ایک زرعی ملک ہے۔ ماضی کی حکومتوں نے اس شعبہ کو یکسر نظر انداز کئے رکھا ہے۔ پاکستان کی اقتصادی حالت اور معاشی صحت

زراعت کی مرہون منت ہے۔ جنرل پرویز مشرف سے ہزار اختلاف کے باوجود ان کا حالیہ فیصلہ خوشحال پاکستان کے لئے از حد ضروری ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ان کے حواری جو اس پہلو سے دامن بچا کر نمک حرامی کا مظاہرہ کررہے ہیں انہیں صدر صاحب کا ساتھ دینا چاہئے۔ صدر مملکت ان تمام سیاسی زعماء کو اعتماد میں لیں۔ ان کے خدشات کو دور کریں۔ تاکہ باہمی اتحاد و اتفاق کی فضا میں کالا باغ ڈیم کے منصوبہ کو پایہ تکمیل تک پہنچایا جاسکے۔

حضرت قاری محمد صدیق کا سانحہ ارتحال

دارالعلوم پیپلز کالونی فیصل آباد کے شفیق استاد اور استاذ القراء حضرت قاری محمد صدیق صاحبؒ دسمبر کے پہلے عشرہ میں قضائے الٰہی سے وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! حضرت قاری محمد صدیق صاحبؒ کی نماز جنازہ میں ہزاروں طلباء' علماء اور مشائخ نے شرکت کی۔ قاری محمد صدیق صاحبؒ ایک درویش صفت اور متوکل انسان تھے۔ انہوں نے پوری زندگی قرآن مجید کی خدمت میں بسر کی۔ طلباء کے ساتھ ان کا رویہ انتہائی مشفقانہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جب ان کا جنازہ اٹھا تو ان سے فیض حاصل کرنے والے طلباء بلک بلک کر رورہے تھے۔ قاری محمد صدیق صاحبؒ ایک کہنہ مشق اور مقبول قاری تھے۔ انہیں قرآن مجید سے عشق تھا۔ ملک بھر میں ہونے والی محافل حسن قرات میں حضرت قاری صاحبؒ کی قرات کو ذوق وشوق' عقیدت وافتخار سے سنا جاتا تھا۔ اسی باعث انہیں زینت القراء کا لقب دیا جاتا تھا۔ قاری محمد صدیق صاحبؒ محافل حسن قرات میں جان محفل ہوتے تھے۔ اکثر محافل ان کی ذاتی دلچسپی اور قرات سے لگاؤ کے باعث ان کی ذات کی مرہون منت تھیں۔

قاری محمد صدیق صاحب شفیق استاد اور مستند قاری ہونے کے علاوہ عظیم انسان تھے۔ ان کے پہلو میں درمند دل تھا۔ طلباء' دوستوں' عزیز واقارب کے دکھ درد میں برابر کے شریک ہوتے اور ان سے خبر گیری اور رابطہ قائم رکھتے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے جنازہ میں تمام شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد نے شرکت کی۔ قاری محمد صدیق صاحبؒ انتہائی سادہ طبیعت اور فقیرانہ مزاج کے انسان تھے۔ تصنع' ریاکاری' بناوٹ' ذاتی نمود ونمائش سے مبرا صاف ستھری اجلی اور پاکیزہ شخصیت تھے۔ اللہ رب العزت نے انہیں ظاہری وباطنی حسن' اعلیٰ اخلاق اور کردار کی پختگی عطا کر رکھی تھی۔ خوشگوار یادوں' ایمان پرور باتوں کے گلستان کا یہ مسافر 57 برس کی عمر میں راہی ملک عدم ہوگیا۔ ان کے دوست' ساتھی اور عزیز انہیں مدتوں فراموش نہ کرسکیں گے۔ مرحوم بلاشبہ اللہ رب العزت کے برگزیدہ بندوں میں سے ایک تھے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

ادارہ لولاک حضرت قاری محمد صدیق صاحبؒ کے خاندان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ ادارہ دعاگو ہے کہ اللہ رب العزت ان کے بیٹوں صاحبزادہ قاری محمد اور صاحبزادہ قاری احمد کو اپنے والد کی روایات کا امین بنائے اور قاری محمد صدیق صاحبؒ کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین!

قادیانی پیٹرول پمپ چنیوٹ میں کیوں؟

چنیوٹ اور چناب نگر کے علمائے کرام نے گزشتہ جمعۃ المبارک کو یوم احتجاج منایا۔ خطباء اور علماء نے ایک قرارداد کے ذریعہ حکومت کو متوجہ کیا کہ قادیانی ملک کا امن وامان تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ قبل ازیں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری اطلاعات ونشریات مولوی فقیر محمد نے ایک یادداشت کے ذریعہ مرکزی حکومت کو متوجہ کیا کہ قادیانی ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت چنیوٹ میں پیٹرول پمپ قائم کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ انہیں یہ پیٹرول پمپ چناب نگر میں قائم کرنا چاہئے۔ جہاں فی الواقعہ پیٹرول پمپ کی ضرورت ہے۔

چنیوٹ اور چناب نگر میں تقریباً چار میل کا فاصلہ ہے۔ چنیوٹ میں اس وقت جتنے پیٹرول پمپ موجود ہیں وہ شہریوں اور آمد ورفت کی گاڑیوں کی ضرورت پوری کررہے ہیں۔ اس کے برعکس چناب نگر میں ایک ہی پیٹرول پمپ ہے۔ یہاں بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر پیٹرول پمپ کی ضرورت بھی محسوس کی جاتی ہے۔ چنیوٹ شہر کو قادیانیوں کے مرکز چناب نگر (سابقہ ربوہ) کے مقابل وہی حیثیت حاصل ہے جو ماضی میں قادیان کے مقابل بٹالہ کو حاصل تھی۔ قادیانیوں کو جب غیر مسلم اقلیت قرار نہیں دیا گیا تھا اور چناب نگر کو اوپن سٹی قرار نہیں دیا گیا تو چنیوٹ کو قادیانیوں کے مقابلہ میں قلعہ کی حیثیت حاصل تھی۔ اس تاریخی حقیقت کے پیش نظر چنیوٹ قادیانیوں کے مقابلے میں حساس شہر واقع ہے۔ یہاں کے باسی بھی قادیانیوں اور ان کی سرگرمیوں کے حوالہ سے حساس ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قادیانیوں کی اسلام اور وطن دشمن سرگرمیوں کے پیش نظر سب سے پہلی آواز چنیوٹ سے ہی اٹھتی ہے۔ ان تاریخی حقائق وشواہد کی روشنی میں ہم مرکزی اور صوبائی حکومتوں سے استدعا کریں گے کہ قادیانی شرارت کے نکتہ نظر سے یہاں پیٹرول پمپ قائم کرنا چاہتے ہیں۔ قادیانی پیٹرول پمپ کے وجود سے چنیوٹ کے مسلمانوں میں اشتعال برابر بڑھتا رہے گا۔

اس سے قبل کہ قادیانی 1974ء کی تحریک دوبارہ کسی سازش کے تحت منصوبہ کا آغاز کریں اس فتنہ کو آغاز میں ختم کردینا مفاد عامہ کے لئے مفید ہوگا۔ قادیانی پیٹرول پمپ آئندہ کے لئے فتنہ گری کا باعث بنے گا۔ قادیانی کوئی کام بھی منصوبہ بندی کے بغیر نہیں کرتے۔ چنیوٹ اور چناب نگر اور نواحی بستیوں کے علماء کا مطالبہ جائز ہے اور حقیقت پر مبنی ہے۔ لہذا وزارت پٹرولیم سے درخواست ہے کہ وہ پیٹرول پمپ کا اجازت نامہ منسوخ کرکے مستقبل کے فتنہ کا خاتمہ کریں۔ اس وقت وطن عزیز انتہائی نامساعد حالات سے گزر رہا ہے۔ امن وامان کے حوالہ سے ملک اس کا متحمل نہیں۔ اس سے قبل کے علماء قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں' سازشوں اور اشتعال انگیزیوں کے خلاف کسی تحریک کا آغاز کریں حکومت کو علماء کا مطالبہ تسلیم کرلینا چاہئے۔ کیونکہ اس میں ملک اور قوم کا مفاد وابستہ ہے۔ چنیوٹ اور صدیق آباد کے علماء مبارک باد کے مستحق ہیں جنہوں نے قبل از وقت قادیانی خطرے کی بوسونگھ کر اپنا فرض منصبی ادا کیا ہے۔

مسائل قربانی!

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ

عشرہ ذی الحجہ کے فضائل

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے عشرہ ذی الحجہ سے بہتر کوئی زمانہ نہیں۔ ان میں ایک دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر اور ایک رات میں عبادت کرنا شب قدر کے برابر ہے۔ (ترمذی وابن ماجہ)

قرآن مجید کی سورۃ والفجر میں اللہ تعالیٰ نے دس راتوں کی قسم کھائی ہے۔ وہ دس راتیں جمہور کے قول میں یہی عشرہ ذی الحجہ کی راتیں ہیں۔ خصوصاً نویں تاریخ یعنی عرفہ کا دن اور عرفہ اور عید کے درمیانی رات۔ ان تمام ایام میں بھی خاص فضیلت رکھتے ہیں۔ عرفہ یعنی نویں ذی الحجہ کا روزہ رکھنا ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ کا کفارہ ہے اور عید کی رات میں بیدار رہ کر عبادت میں مشغول رہنا بہت بڑی فضیلت اور ثواب کا موجب ہے۔

تکبیر تشریق

اللہ اکبر ۰ اللہ اکبر ۰ لاالٰہ الااللہ واللہ اکبر ۰ اللہ اکبر وللہ الحمد! عرفہ یعنی نویں تاریخ کی صبح سے تیرھویں تاریخ کی عصر تک ہر نماز کے بعد بآواز بلند ایک مرتبہ یہ تکبیر پڑھنا واجب ہے۔ فتویٰ اس پر ہے کہ باجماعت نماز پڑھنے والے اور تنہا نماز پڑھنے والے اس میں برابر ہیں۔ اسی طرح مرد وعورت دونوں پر واجب ہے۔ البتہ عورت بآواز بلند تکبیر نہ کہے بلکہ آہستہ کہے۔ (شامی)

تنبیہ: اس تکبیر کا متوسط بلند آواز سے کہنا ضروری ہے۔ بہت سے لوگ اس میں غفلت کرتے ہیں۔ پڑھتے ہی نہیں یا آہستہ پڑھ لیتے ہیں۔ اس کی اصلاح ضروری ہے۔ عید کے روز یہ چیزیں مسنون ہیں:

نماز عید الاضحیٰ

صبح سویرے اٹھنا۔ غسل ومسواک کرنا۔ پاک صاف عمدہ کپڑے جو اپنے پاس ہوں پہننا۔ خوشبو لگانا۔ عید کی نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا۔ عیدگاہ کو جاتے ہوئے تکبیر مذکور الصدر بآواز بلند کہنا۔ نماز عید دو رکعت ہیں۔ مثل دوسری نمازوں کے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ اس میں ہر رکعت کے اندر تین تین تکبیریں زائد ہیں۔ پہلی رکعت میں ''سبحانک اللھم ...... الخ'' پڑھنے کے بعد قرأت سے پہلے اور دوسری رکعت میں قرأت کے بعد رکوع سے پہلے۔ ان زائد تکبیروں میں کانوں تک ہاتھ اٹھانا چاہئے۔ پہلی رکعت میں دو تکبیروں کے بعد ہاتھ چھوڑ دیں۔

تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لیں۔ دوسری رکعت میں تینوں تکبیروں کے بعد ہاتھ چھوڑ دیئے جائیں۔ چوتھی تکبیر کے ساتھ رکوع میں چلے جائیں۔ نماز عید کے بعد خطبہ سننا سنت ہے۔

قربانی

قربانی ایک اہم عبادت اور شعائر اسلام میں سے ہے۔ زمانہ جاہلیت میں بھی اس کو عبادت سمجھا جاتا تھا۔ مگر بتوں کے نام پر قربانی کرتے تھے۔ اسی طرح آج تک بھی دوسرے مذاہب میں قربانی مذہبی رسم کے طور پر ادا کی جاتی ہے۔ بتوں کے نام پر یا مسیح کے نام پر قربانی کرتے ہیں۔ سورۃ الکوثر میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو حکم دیا ہے کہ جس طرح نماز اللہ کے سوا کسی کی نہیں ہوسکتی۔ قربانی بھی اسی کے نام پر ہونی چاہئے۔ فصل لربك وانحر! کا یہی مفہوم ہے۔ دوسری ایک آیت میں اسی مفہوم کو دوسرے عنوان سے اس طرح بیان فرمایا ہے کہ: ’’ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للّٰہ رب العالمین۰‘‘

رسول اللہ ﷺ نے بعد ہجرت دس سال مدینہ طیبہ میں قیام فرمایا۔ ہر سال برابر قربانی کرتے تھے۔ (ترمذی) جس سے معلوم ہوا کہ قربانی صرف مکہ معظمہ کے لئے مخصوص نہیں۔ ہر شخص پر ہر شہر میں بعد تحقیق شرائط واجب ہے اور مسلمانوں کو اس کی تاکید فرماتے تھے۔ اسی لئے جمہور اسلام کے نزدیک قربانی واجب ہے۔ (شامی)

قربانی کس پر واجب ہوتی ہے؟

قربانی ہر مسلمان عاقل' بالغ اور مقیم پر واجب ہوتی ہے۔ جس کی ملک میں ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت کا مال اس کی حاجات اصلیہ سے زائد موجود ہو۔ یہ مال خواہ سونا چاندی یا اس کے زیورات ہوں۔ یا مال تجارت یا ضرورت سے زائد گھریلو سامان یا مسکونہ مکان سے زائد کوئی مکان وغیرہ ہو۔ (شامی)

قربانی کے معاملہ میں اس مال پر سال بھر گزرنا بھی شرط نہیں۔ بچہ اور مجنون کی ملک میں اگر اتنا مال ہو بھی تو اس پر یا اس کی طرف سے اس کے ولی پر قربانی واجب نہیں۔ اسی طرح جو شخص شرعی قاعدے کے موافق مسافر ہو اس پر بھی قربانی لازم نہیں۔ (شامی)

مسئلہ: جس شخص پر قربانی واجب نہ تھی اگر اس نے قربانی کی نیت سے کوئی جانور خرید لیا تو اس کی قربانی واجب ہوگئی۔ (شامی)

قربانی کے دن

قربانی کی عبادت صرف تین دن کے ساتھ مخصوص ہے۔ دوسرے دنوں میں قربانی کی کوئی عبادت نہیں۔ قربانی کے دن ذی الحجہ کی دسویں' گیارھویں اور بارھویں تاریخیں ہیں۔ اس میں جب چاہے قربانی کرسکتا ہے۔ البتہ پہلے دن قربانی کرنا افضل ہے۔

قربانی کے بدلہ میں صدقہ وخیرات

اگر قربانی کے دن گزر گئے۔ ناواقفیت یا غفلت یا کسی عذر سے قربانی نہ کر سکا تو قربانی کی قیمت فقراء اور مساکین پر صدقہ کرنا واجب ہے۔ لیکن قربانی کے تین دنوں میں جانور کی قیمت صدقہ کر دینے سے یہ واجب ادا نہ ہوگا۔ ہمیشہ گناہ گار رہے گا۔ کیونکہ قربانی ایک مستقل عبادت ہے۔ جیسے نماز پڑھنے سے روزہ اور روزہ رکھنے سے نماز ادا نہیں ہوتی۔ زکوٰۃ ادا کرنے سے حج ادا نہیں ہوتا۔ ایسے ہی صدقہ وخیرات کرنے سے قربانی ادا نہیں ہوتی۔ رسول کریم ﷺ کے ارشادات اور تعامل اور پھر اتفاق صحابہ کرامؓ اس پر شاہد ہیں۔

قربانی کا وقت

جن بستیوں یا شہروں میں نماز جمعہ‘ عیدین جائز ہے وہاں نماز عید سے پہلے قربانی جائز نہیں۔ اگر کسی نے نماز عید سے پہلے قربانی کر دی تو اس پر دوبارہ قربانی لازم ہے۔ البتہ چھوٹے گاؤں جہاں جمعہ وعیدین کی نمازیں نہیں ہوتیں یہ لوگ دسویں تاریخ کی صبح صادق کے بعد قربانی کر سکتے ہیں۔ ایسے ہی کسی عذر کی وجہ سے نماز عید پہلے دن نہ ہو سکے تو نماز عید کا وقت گزر جانے کے بعد قربانی درست ہے۔ (درمختار)

مسئلہ: قربانی رات کو بھی جائز ہے۔ مگر بہتر نہیں۔ (شامی)

قربانی کے جانور

بکرا‘ دنبہ‘ بھیڑ‘ ایک ہی شخص کی طرف سے قربان کیا جا سکتا ہے۔ گائے‘ بیل‘ بھینس اور اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے ایک کافی ہے۔ بشرطیکہ سب کی نیت ثواب کی ہو۔ کسی کی نیت محض گوشت کھانے کی نہ ہو۔

مسئلہ: بکرا اور بکری ایک سال کا پورا ہونا ضروری ہے۔ بھیڑ اور دنبہ اگر اتنا فربہ اور تیار ہو کہ دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہو تو وہ بھی جائز ہے۔ گائے‘ بیل اور بھینس دو سال کی ہو۔ اونٹ پانچ سال کا ہونا ضروری ہے۔ ان عمروں سے کم کے جانور قربانی کے لئے کافی نہیں۔

مسئلہ: اگر جانور کا فروخت کرنے والا پوری عمر بتاتا ہے اور ظاہری حالات سے اس کے بیان کی تکذیب نہیں ہوتی تو اس پر اعتماد کرنا جائز ہے۔

مسئلہ: جس جانور کے سینگ پیدائشی طور پر نہ ہوں یا بیچ میں سے ٹوٹ گئے ہوں اس کی قربانی درست ہے۔ ہاں! سینگ جڑ سے اکھڑ گیا ہو جس کا اثر دماغ پر ہونا لازم ہے تو اس کی قربانی درست نہیں۔ (شامی)

مسئلہ: خصی (بدھیا) بکرے کی قربانی جائز بلکہ افضل ہے۔ (شامی)

مسئلہ: اندھے‘ کانے‘ لنگڑے جانور کی قربانی درست نہیں۔ اسی طرح ایسا مریض اور لاغر جانور جو قربانی کی جگہ تک اپنے پیروں پر نہ جا سکے۔ اس کی قربانی بھی جائز نہیں۔

مسئلہ: جس جانور کا تہائی سے زیادہ کان یا دم کٹی ہوئی ہو اس کی قربانی جائز نہیں۔ (شامی)

مسئلہ: جس جانور کے دانت بالکل نہ ہوں یا اکثر نہ ہوں اس کی قربانی جائز نہیں۔ (شامی، درمختار)

مسئلہ: اسی طرح جس جانور کے کان پیدائشی طور پر بالکل نہ ہوں اس کی قربانی درست نہیں۔

مسئلہ: اگر جانور صحیح سالم خریدا تھا پھر اس میں کوئی عیب مانع قربانی پیدا ہوگیا تو اگر خریدنے والا غنی صاحب نصاب نہیں ہے تو اس کے لئے اسی عیب دار جانور کی قربانی جائز ہے اور اگر یہ شخص غنی صاحب نصاب ہے تو اس پر لازم ہے کہ اس جانور کے بدلے دوسرے جانور کی قربانی کرے۔ (درمختار)

قربانی کا مسنون طریقہ

اپنی قربانی کو خود اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا افضل ہے۔ اگر خود ذبح کرنا نہیں جانتا تو دوسرے سے ذبح کرا سکتا ہے۔ مگر ذبح کے وقت خود بھی حاضر رہنا افضل ہے۔

مسئلہ: قربانی کی نیت صرف دل سے کرنا کافی ہے۔ زبان سے کہنا ضروری نہیں۔ البتہ ذبح کرنے کے وقت بسم اللہ اللہ اکبر! کہنا ضروری ہے۔ سنت ہے کہ جب جانور ذبح کرنے کے لئے روبقبلہ لٹائے تو یہ دعا پڑھے: ''انی وجهت وجهی للذی فطر السماوات والارض حنیفا وما انا من المشرکین۔ ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی لله رب العالمین۔'' اور ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے ''اللهم تقبله منی کما تقبلت من حبیبك محمد و خلیلك ابراهیم علیهما السلام۔''

آداب قربانی

قربانی کے جانور کو چند روز پہلے سے پالنا افضل ہے۔

مسئلہ: قربانی کے جانور کا دودھ نکالنا یا اس کے بال کاٹنا جائز نہیں۔ اگر کسی نے ایسا کرلیا تو دودھ اور بال یا ان کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔ (بدائع)

مسئلہ: قربانی سے پہلے چھری کو خوب تیز کرلے اور ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کرے اور ذبح کے بعد کھال اتارنے اور گوشت کے ٹکڑے کرنے میں جلدی نہ کرے۔ جب تک کہ پوری طرح جانور ٹھنڈا نہ ہو جائے۔ (بدائع)

قربانی کے متفرق مسائل

مسئلہ: عید کی نماز سے پہلے قربانی کرنا جائز نہیں۔ لیکن جس شہر میں کئی جگہ نماز عید ہوتی ہو تو شہر میں کسی ایک جگہ بھی نماز عید ہوگئی تو پورے شہر میں قربانی جائز ہو جاتی ہے۔ (بدائع)

مسئلہ: قربانی کے جانور کے اگر ذبح سے پہلے بچہ پیدا ہوگیا یا ذبح کے وقت اس کے پیٹ سے زندہ بچہ نکل آیا تو اس کو بھی ذبح کر دینا چاہئے۔(بدائع)

مسئلہ: جس شخص پر قربانی واجب تھی اگر اس نے قربانی کا جانور خرید لیا پھر وہ گم ہوگیا یا چوری ہوگیا یا مرگیا تو واجب ہے کہ اس کی جگہ دوسری قربانی کرے۔ اگر دوسری قربانی کرنے کے بعد پہلا جانور مل جائے تو بہتر یہ ہے کہ اس کی بھی قربانی کر دے۔ لیکن اس کی قربانی اس پر واجب نہیں۔ اگر یہ غریب ہے جس پر پہلے سے قربانی واجب نہ تھی نفلی طور پر اس نے قربانی کے لئے جانور خرید لیا پھر وہ مرگیا یا گم ہوگیا تو اس کے ذمہ دوسری قربانی واجب نہیں۔ ہاں! اگر گمشدہ جانور قربانی کے دنوں میں مل جائے تو اس کی قربانی کرنا واجب ہے اور ایام قربانی کے بعد ملے تو اس جانور کی یا اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔(بدائع)

قربانی کا گوشت

مسئلہ: جس جانور میں کئی حصہ دار ہوں تو گوشت وزن کر کے تقسیم کیا جائے۔ اندازہ سے تقسیم نہ کریں۔

مسئلہ: افضل ہے کہ قربانی کا گوشت تین حصے کر کے ایک حصہ اپنے اہل وعیال کے لئے رکھے۔ ایک حصہ احباب واعزہ میں تقسیم کرے۔ ایک حصہ فقراء ومساکین میں تقسیم کرے اور جس شخص کا عیال زیادہ ہو وہ تمام گوشت خود بھی رکھ سکتا ہے۔

مسئلہ: قربانی کا گوشت فروخت کرنا حرام ہے۔

مسئلہ: ذبح کرنے والے کو اجرت میں گوشت یا کھال دینا جائز نہیں۔ اجرت علیحدہ دینی چاہئے۔

چاشت یا اشراق کے نوافل

''عن ابی ذرؓ قال قال رسول اللہ ﷺ یصبح علیٰ کل سلامی من احدکم صدقة فکل تسبیحة صدقة وکل تحمیدة صدقة وکل تہلیلة صدقة وکل تکبیرة صدقة وامر بالمعروف صدقة ونہی عن المنکر صدقة ویجزی من ذالک رکعتان یرکعہما من الضحیٰ . صحیح مسلم''

ترجمہ:...... ''حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے ہر شخص کے جوڑ جوڑ پر صبح کو صدقہ ہے۔(یعنی صبح کو جب آدمی اس حالت سے اٹھتا ہے کہ اس کے ہاتھ پاؤں اور دیگر اعضاء اور ان کا ہر جوڑ صحیح سلامت ہے تو اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کے شکریہ میں ہر جوڑ کی طرف سے اس کو صدقہ یعنی کوئی نیکی اور ثواب کا کام کرنا چاہئے اور ایسے کاموں کی فہرست بہت وسیع ہے) پس ایک دفعہ یعنی سبحان اللہ! کہنا بھی صدقہ ہے اور الحمدللہ! کہنا بھی صدقہ ہے اور لاالہ الا اللہ! کہنا بھی صدقہ ہے اور اللہ اکبر! کہنا بھی صدقہ ہے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی صدقہ ہے۔ اس شکر کی ادائیگی کے لئے دو رکعتیں کافی ہیں جو آدمی چاشت کے وقت پڑھے۔''

ایک جنتی خاتون کی داستان!

مرسلہ: حضرت مولانا عبدالستار حیدری

شیخ محمد بن حسین بغدادی کی زبانی

ایک مرتبہ مجھے اللہ تعالیٰ نے حج بیت اللہ کی سعادت نصیب کی۔ حج کے دنوں میں ایک مرتبہ میں شہر مکہ کے بازار میں گھومنے پھرنے چلا گیا کہ اچانک میری نظر ایک بوڑھے شخص پر پڑی جس نے ایک جوان لونڈی کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑا ہوا تھا اور چیخ چیخ کر آوازیں لگا رہا تھا کہ:

''کوئی ہے جو یہ لونڈی خرید لے؟...... کسی کو یہ پسند ہے؟...... ہے کوئی جو اس کی قیمت بیس دینار سے زیادہ ادا کرنے کے لئے تیار ہو؟...... لیکن میں اس لونڈی کے کسی عیب کا ذمہ دار نہ ہوں گا...... ہے کوئی اس کا خریدار؟......''

میں نے بوڑھے دلال کی باتیں سن کر اس لونڈی کی جانب دیکھا تو اس کا رنگ بدلا ہوا تھا۔ جسم دبلا پتلا سا تھا اور اس کے چہرے سے نور ٹپک رہا تھا۔ یہ دیکھ کر میں ان دونوں کے قریب چلا گیا اور بوڑھے شخص سے کہنے لگا کہ:

''اس کی قیمت تو معلوم ہوگئی۔ لیکن یہ تو بتاؤ اس میں عیب کیا ہے؟۔'' .... وہ کہنے لگا کہ: ''یہ لونڈی مجنونہ ہے۔ ہر وقت پریشان اور سراسیمہ رہتی ہے۔ راتوں کو جاگ جاگ کر عبادت کرتی ہے۔ دن کو روزہ رکھتی ہے۔ نہ کچھ کھاتی ہے۔ ہر جگہ تنہائی کو پسند کرتی ہے۔''

بوڑھے کا جواب سن کر میری دلچسپی اور بھی بڑھ گئی۔ میں نے فوراً ہی اس کی منہ بولی قیمت ادا کر کے اس لونڈی کو خرید لیا اور اسے اپنی رہائش گاہ پر لے آیا۔ لیکن میں نے دیکھا کہ اس دوران وہ لونڈی سر جھکائے رہی۔ گھر پہنچ کر اس نے سر اٹھایا اور میری جانب دیکھ کر بولی کہ: ''اے میرے چھوٹے مولیٰ! خدا تم پر رحم کرے۔ تم کہاں کے رہنے والے ہو۔''

''عراق میں رہتا ہوں۔'' میں نے جواب دیا۔

''کونسا عراق؟۔ بصرے والا یا کوفے والا؟۔''

''نہ بصرے والا نہ کوفے والا۔''

''تو پھر تم شاید مدینۃ الاسلام بغداد میں رہتے ہو؟۔''

''ہاں!'' میں نے اثبات میں جواب دیا۔

''واہ! واہ!...... وہ تو زاہدوں اور عابدوں کا شہر ہے۔'' میرا جواب سن کر اس لونڈی نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ اور میں اس کی باتیں سن کر حیران رہ گیا۔ میں نے سوچا کہ ایک لونڈی جو حجروں میں رہتی ہے۔ ایک گھر سے دوسرے گھر کے چکر لگاتی ہے۔ بغداد کے زاہدوں اور عابدوں کو کیسے پہچانتی ہے؟۔ یہ سوچ کر میں نے اس سے امتحاناً پوچھا کہ:

''تم بزرگوں میں سے کس کس کو جانتی ہو؟''۔...... ''مالک بن دینار' بشر حافی' صالح مزنی' ابو حاتم بجستانی' معروف کرخی' محمد بن حسین بغدادی' رابعہ عدویہ اور میمونہ وغیرہ کو۔'' اس نے جواب دیا۔

''ان بزرگوں سے تمہاری کیسے اور کہاں جان پہچان ہوئی؟''۔ میں نے حیران ہو کر پوچھا۔

''اے جوان کیسے نہ پہچانوں؟۔ خدا کی قسم! یہ لوگ دلوں کے طبیب ہیں۔ عاشقوں کو محبوب کا راستہ دکھلاتے ہیں۔'' اس لونڈی نے جواب دیا۔

''اے لونڈی!...... میں محمد بن حسین بغدادی ہوں۔'' میں نے اسے بتایا تو وہ اچھل کر رہ گئی۔ جیسے اسے بغیر امید کے کوئی بہت بڑی نعمت مل گئی ہو۔

''اے عبداللہ!...... میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تھی کہ وہ مجھے تم سے ملا دے۔ تمہاری وہ سحر انگیز آواز کہاں گئی جس سے تم اپنے مریدوں کے دل زندہ کرتے تھے اور سننے والوں کی آنکھیں روتی تھیں۔''

''اب بھی پہلے جیسی ہے۔'' میں نے اسے بتلایا تو اس کی آنکھیں چمکنے لگیں۔ ...... ''تمہیں اللہ کا واسطہ...... مجھے قرآن مجید کی کچھ آیتیں سناؤ۔'' اس نے فوراً ہی بچوں کی طرح مچلتے ہوئے فرمائش کر ڈالی۔ جسے میں رد نہ کر سکا اور تلاوت شروع کی۔ لیکن ابھی بسم اللہ الرحمن الرحیم ! ہی پڑھی تھی کہ اس لونڈی نے بڑے زور سے چیخ ماری اور بے ہوش ہو گئی۔ میں یہ دیکھ کر پریشان ہو گیا اور پانی لا کر جلدی جلدی اس کے چہرے پر چھڑکنے لگا۔ میرے اس عمل سے کچھ دیر بعد وہ ہوش میں آ گئی اور کہنے لگی کہ: ''اے ابوعبداللہ!...... یہ تو اس کا نام ہے...... اگر میں اس کی ذات کو پہچان لوں اور جنت میں اسے دیکھ لوں تو میرا کیا حال ہو گا؟...... اللہ تم پر رحم کرے...... آگے پڑھو۔''

میں نے یہ آیت پڑھی: ترجمہ:...... ''کیا وہ لوگ جنہوں نے گناہ کیے ہیں' یہ سمجھتے ہیں کہ ہم انہیں نیک لوگوں کے برابر کریں گے۔ ان کی موت اور زندگی برابر ہے۔ برا ہے وہ جو کفار سوچتے ہیں۔''

پھر اس نے کہا کہ: ''اے ابوعبداللہ!...... ہم نے نہ کسی بت کو پوجا اور نہ کسی معبود کو قبول کیا...... پڑھتے جاؤ...... اللہ تم پر رحم کرے۔''

میں نے پھر پڑھا کہ: ترجمہ:...... ''ہم نے ظالموں کے واسطے آگ تیار کر رکھی ہے' ان کے گرد آگ کے خیمے ہوں گے' اگر پانی طلب کریں گے تو گرم پانی پگھلے ہوئے تانبے کی طرح پائیں گے' جو ان کے چہرے جھلسا دے گا' برا ہے مشروب اور برا ہے ان کا ٹھکانہ۔''

یہ آیت سن کر وہ کہنے لگی کہ: ''اے ابوعبداللہ!...... تم نے اپنے نفس کے ساتھ نا امیدی لازم کر لی ہے۔ اپنے دل کو خوف اور امید کے درمیان آرام دو۔ کچھ اور پڑھو...... اللہ تم پر رحم کرے۔''

میں نے مزید تلاوت کی۔ ترجمہ:...... ''بعض چہرے قیامت کے دن ہنستے اور بشاش ہوں گے اور بعض چہرے اس دن تروتازہ اور اپنے پروردگار کو دیکھنے والے ہوں گے۔''

یہ آیت سن کر وہ لونڈی بولی کہ: ''جس دن وہ اپنے دوستوں کے لئے ظاہر ہوگا تو مجھے اس سے ملنے کا کس قدر شوق ہوگا...... اور پڑھو...... اللہ تم پر رحم کرے۔''

میں نے پھر پڑھا۔ ترجمہ:...... ''اہل جنت پر طواف کریں گے لڑکے' جو ہمیشہ رہنے والے ہیں' ہاتھوں میں کوزے اور پیالے شراب کے' جنہیں پینے والوں کا نہ سر پھرے گا اور نہ ہی وہ بہکیں گے۔''

یہ سن کر وہ کہنے لگی کہ: ''اے ابوعبداللہ!...... یوں لگتا ہے جیسے تم نے جنت کی حوروں کو پیغام دیا ہے' لیکن کیا ان کے مہر کے واسطے بھی کچھ خرچ کیا ہے؟۔''

''اے اللہ کی نیک بندی!...... مجھ کو بتادے وہ کیا چیز ہے؟ میں تو بالکل مفلس ہوں۔'' میں نے اس سے پوچھا۔

''شب بیداری کو اپنے اوپر لازم کرلو۔ اس کو ہمیشہ زندہ رکھو اور فقیروں' مسکینوں سے محبت کرتے رہو۔''

یہ جملے کہہ کر وہ لونڈی ایک مرتبہ پھر بے ہوش ہوگئی۔ میں نے پھر اس کے چہرے پر پانی چھڑکا تو وہ ہوش میں آگئی۔ پھر وہ مناجات پڑھتے پڑھتے ایک مرتبہ دوبارہ بے ہوش ہوگئی اور اب کی بار جب میں نے اسے ٹٹول کر دیکھا تو وہ مرچکی تھی۔ مجھے اس کے انتقال کا بہت افسوس ہوا۔ بہرحال میں بازار گیا۔ تاکہ اس کے واسطے کفن دفن کا سامان لاؤں۔ مگر واپس پہنچ کر کیا دیکھتا ہوں کہ اس لونڈی کی میت پر کفن پڑا ہوا ہے..... خوشبو آرہی ہے...... اور دو سبز جنتی جوڑے اس پر رکھے ہوئے ہیں اور اس کے کفن پر دو سطریں لکھی ہیں جن میں سے پہلی سطر میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ! اور دوسری سطر میں الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون! تحریر تھا۔

میں نے اپنے دوستوں کے ساتھ اس نیک بخت خاتون کا جنازہ اٹھایا اور نماز پڑھ کر دفن کردیا۔ پھر میں نے اس کے سرہانے بیٹھ کر سورۃ یٰسین پڑھی اور روتا دھوتا غمگین ہوکر اپنے حجرے کی جانب واپس لوٹ آیا۔ پھر دو رکعت نماز پڑھ کر سوگیا۔ دوران استراحت میں نے ایک عجیب وغریب خواب دیکھا کہ:

''وہی لونڈی جس کا آج میری آنکھوں کے سامنے انتقال ہوا تھا۔ جنت میں قیام پذیر ہے۔ اس نے جنتی کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ زعفران زار کے تخت پر جلوہ افروز ہے۔ اس کے پیروں تلے سندس واستبراق کا فرش ہے۔ سر پر تاج ہے جس میں مرصع موتی اور جواہرات لگے ہوئے ہیں۔ پاؤں میں سرخ یاقوت کی جوتی پہنی ہوئی ہے۔ اس سے مشک وعنبر کی خوشبو آرہی ہے اور اس کا چہرہ ماہتاب سے زیادہ روشن ہے۔''

ایک ادنیٰ سی لونڈی کی اللہ کے پاس اس قدر ومنزلت............ میں یہ سب کچھ دیکھ کر حیران رہ گیا۔

''ٹھہر اے اللہ کی ولیہ!...... تو اس درجے تک کس عمل کی بدولت پہنچی......؟؟ میں نے بے ساختہ اس سے پوچھا تو جواب ملا کہ: ''فقیروں اور مسکینوں کی محبت' کثرت استغفار' مسلمانوں کے راستے سے ان کی ایذاء دینے والی چیزوں کو ہٹانے جیسے اعمال نے مجھے اس درجہ تک پہنچایا۔''

حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام!

﴿مولانا امیرالدین مہر﴾

قرآن مجید میں نبی ﷺ کے کام کی مماثلت کی نسبت سے جن پاک ہستیوں کے واقعات سے اکثر بحث کی گئی ہے۔ ان میں حضرت ابراہیم علیہ السلام‘ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام زیادہ نمایاں نظر آتی ہیں۔ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہم السلام بروایت محمد بن اسحٰق صاحب مغازی (متوفی ۱۵۶ ہجری) پندرھویں پشت میں جا کر حضرت سلیمان علیہ السلام سے جا ملتے ہیں۔ (قصص القرآن حفظ الرحمٰن سیوہاروی ج ۴ ص ۱۷) دائرہ معارف اسلامیہ جامعہ پنجاب کے مطابق اٹھارہویں پشت میں حضرت سلیمان علیہ السلام سے ان کا سلسلہ نسب ملتا ہے۔

قرآن مجید کی تیرہ سورتوں میں ان کا تذکرہ ان کے مختلف ناموں سے آیا ہے۔ چنانچہ عیسیٰ ۲۶ مرتبہ‘ مسیح ۱۱ مرتبہ‘ عبداللہ ۲ مرتبہ‘ ابن مریم ۲۳ مرتبہ‘ وجیھاً کلمۃ اللہ‘ روح اللہ اور کلمۃ ایک ایک مرتبہ آیا ہے۔

مسیح علیہ السلام کا خاندان وحضرت مریم علیہا السلام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام کے والد کا نام عمران اور والدہ کا نام حنہ بنت فاقود تھا۔ یہ دونوں بہت ہی نیک‘ عبادت گزار اور صالح ہستیاں تھیں۔ ان کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگتے رہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اولاد کی نعمت سے نوازے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کی اور حنہ حاملہ ہوئیں۔ خوشی ومسرت میں منت مانی کہ جو بچہ پیدا ہوگا اسے ہیکل (مسجد اقصیٰ) کی خدمت کے لئے وقف کردیں گے۔ بشر بن اسحٰق کی روایت ہے کہ حنہ حاملہ ہی تھیں کہ ان کے شوہر کا انتقال ہوگیا۔ جب حنہ کی مدت حمل پوری ہوئی اور ولادت کا وقت آن پہنچا اور ان کے بطن سے لڑکی پیدا ہوئی تو انہیں اولاد کی خوشی تو ہوئی۔ لیکن یہ افسوس ہوا کہ میں نے جو نذر (منت) مانی تھی وہ پوری نہیں ہوسکے گی۔ اس لئے کہ لڑکی کس طرح مقدس ہیکل کی خدمت کرسکے گی؟۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے افسوس کو یہ کہہ کر بدل دیا کہ ہم نے تیری لڑکی کو قبول کرلیا اور اس کی وجہ سے تمہارا خاندان معزز ومبارک قرار پایا۔ حنہ نے لڑکی کا نام مریم رکھا۔ سریانی میں اس کے معنی خادم کے ہیں۔ چونکہ یہ ہیکل کی خدمت کے لئے وقف کردی گئی تھیں۔ اس لئے اس نام کو موزوں سمجھا گیا۔ حضرت مریم علیہا السلام کی ولادت یروشلم میں ہوئی۔ اس کی وجہ مورخین نے یہ بتائی ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام کے والدین ناصرہ صوبہ گلیلی کے رہنے والے تھے اور ناصرہ بیت المقدس سے کافی دور تھا۔ مگر حضرت حنہ زیارت کی غرض سے یروشلم آئی ہوئی تھیں جو بیت المقدس کی ایک نواحی بستی ہے۔ یہاں پر حضرت مریم علیہا السلام کی پیدائش ہوئی۔

(۱)...... حضرت مریم علیہا السلام کی ولادت‘ پرورش اور ہیکل کی زندگی کی بعض باتیں قرآن مجید نے

معجزانہ اختصار سے اس طرح بیان کی ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معجزانہ ولادت

اللہ نے آدم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام اور آل ابراہیم علیہ السلام اور آل عمران علیہ السلام کو تمام دنیا والوں پر ترجیح دے کر اپنی رسالت کے لئے منتخب کیا تھا۔ یہ ایک سلسلے کے لوگ تھے جو ایک دوسرے کی نسل سے پیدا ہوئے۔ اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے (وہ اس وقت سن رہا تھا) جب عمران کی بیوی کہہ رہی تھی کہ میرے پروردگار! میں اس بچے کو جو میرے پیٹ میں ہے تیری نذر کرتی ہوں۔ وہ تیرے ہی کام کے لئے وقف ہوگا۔ میری اس پیشکش کو قبول فرما تو سننے اور جاننے والا ہے۔ پھر جب وہ بچہ اس کے ہاں پیدا ہوا تو اس نے کہا مالک میرے ہاں تو لڑکی پیدا ہوگئی ہے۔ حالانکہ جو کچھ اس نے جنا تھا اللہ کو اس کی خبر تھی۔ زکریا جب کبھی اس کے پاس محراب میں جاتا تو اس کے پاس کچھ نہ کچھ کھانے پینے کا سامان پاتا۔ پوچھتا مریم! یہ تیرے پاس کہاں سے آیا؟۔ وہ جواب دیتی اللہ کے پاس سے آیا ہے۔ اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔ (سورۃ آل عمران:۳۳تا۳۷)

پھر ان کے بطن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش خود ایک معجزہ اور غیر معمولی واقعہ ہے۔ قرآن مجید میں اس طرح بیان ہوا ہے:

اور اے نبی ﷺ! اس کتاب میں مریم کا حال بیان کرو۔ جبکہ وہ اپنے لوگوں سے الگ ہوکر شرقی جانب گوشہ نشین ہوگئی تھی اور پردہ ڈال کران سے چھپ بیٹھی تھی۔ اس حالت میں ہم نے اس کے پاس اپنی روح کو (یعنی فرشتے کو) بھیجا اور وہ اس کے سامنے ایک پورے انسان کی شکل میں نمودار ہوگیا۔ مریم یکا یک بول اٹھی کہ اگر تو خدا ترس آدمی ہے تو میں تجھ سے خدائے رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں۔ اس نے کہا میں تو تیرے رب کا فرستادہ ہوں اور اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تجھے ایک پاکیزہ لڑکا دوں۔ مریم نے کہا میرے ہاں کیسے لڑکا ہوگا۔ جبکہ مجھے کسی بشر نے چھوا تک نہیں ہے اور میں کوئی بدکار عورت نہیں ہوں۔ فرشتے نے کہا ایسا ہی ہوگا۔ تیرا رب فرماتا ہے کہ ایسا کرنا میرے لئے بہت آسان ہے اور ہم یہ اس لئے کریں گے کہ اس لڑکے کو لوگوں کے لئے ایک نشانی بنائیں اور اپنی طرف سے ایک رحمت اور یہ کام ہوکر رہنا ہے۔ مریم کو اس بچے کا حمل ٹھہر گیا اور وہ اس حمل کو لئے ہوئے ایک دور کے مقام پر چلی گئی۔ پھر زچگی کی تکلیف نے اسے ایک کھجور کے درخت کے نیچے پہنچادیا۔ وہ کہنے لگی کاش! میں اس سے پہلے ہی مرجاتی اور میرا نام ونشان تک نہ رہتا۔ فرشتے نے پائنتی سے اس

کو پکار کر کہا غم نہ کر تیرے رب نے تیرے نیچے ایک چشمہ رواں کر دیا ہے اور تو ذرا اس درخت کے تنے کو ہلا تیرے اوپر تازہ کھجوریں ٹپک پڑیں گی۔ پس تو کھا اور پی اور اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر۔ پھر اگر کوئی آدمی تجھے نظر آئے تو اس سے کہہ دے کہ میں نے رحمٰن کے لئے روزے کی نذر مانی ہے۔ اس لئے آج میں کسی سے نہ بولوں گی۔ (مریم:۱۶تا۲۶)

حضرت مریم علیہا السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے وقت جس جگہ گئی تھیں اسے کوہ ساعیر کہا جاتا ہے اور بیت اللحم کے نام سے مشہور ہے۔ یہ مسجد اقصیٰ (ہیکل سلیمانی) سے قدرے دور ہے۔ حضرت مریم علیہا السلام سے دنیا کا وہ عظیم معجزہ رونما ہوا اور حضرت محمد ﷺ کی ولادت سے ۵۷۵ سال پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیت اللحم میں پیدا ہوئے۔ ولادت کے آٹھویں روز شریعت موسوی کے مطابق ان کا ختنہ کر دیا گیا۔ پھر کچھ وقت حضرت مریم علیہا السلام نے انہیں یروشلم میں رکھا۔ پھر جس طرح بعض انبیاء کے بارے میں روایات آئی ہیں کہ انہیں پیدائش کے بعد بادشاہ وقت کی طرف سے بعض کاہنوں اور نجومیوں کی پیشین گوئیوں کی وجہ سے جان کا خطرہ لاحق ہوا۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ایسے ہی خطرے سے دوچار ہوئے تو ان کی والدہ اپنے عزیزوں کے ہاں مصر لے گئیں اور ایک عرصہ تک وہاں رہیں۔ پھر جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر بارہ سال تھی تو انہیں ناصرہ لے آئیں۔ ایک روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے روزگار کے لئے بڑھئی کا پیشہ اختیار کیا تھا۔ آپ کے بچپن کے حالات تفصیل سے نہیں ملتے۔ چونکہ آپ کی ولادت و پرورش بنی اسرائیل کے گھرانے میں ہوئی تھی اس لئے موسوی شریعت کے مطابق عبادت کے طریقے سیکھے اور سبت کی مجالس میں پابندی سے شرکت کرتے تھے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انتیس سال کی عمر میں اپنے رشتہ دار حضرت یحییٰ بن زکریا سے ۱۸ رمضان المبارک کی رات کو بپتسمہ لیا اور واپسی پر جوڈیا کے ریگستانوں میں صحرانوردی اختیار کی۔ چلہ کشی کے بعد عید فتح کے موقع پر ہیکل سلیمانی پہنچ گئے۔ اس وقت ہیکل سخت ابتر حالت میں تھا۔ اس کا صحن مویشیوں سے بھرا ہوا تھا۔ شور بہت زیادہ تھا۔ ہر طرف کاروباری افراد سودا سلف لینے دینے میں مصروف تھے۔ سودخور یہودیوں نے خانہ خدا کو بازار میں تبدیل کر رکھا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے برداشت نہ ہوا۔ سو جانوروں کو صحن سے نکلوایا اور کاروباری لین دین کرنے والوں کی میزیں الٹ دیں اور چیخ کر فرمایا! خدا کے گھر کو بازار نہ بناؤ۔ کاہنوں کو آپ پر بہت غصہ آیا۔ لیکن آپ کی سادہ تعلیمات سے متاثر جو جم غفیر آپ کے ہمراہ تھا اس کے خوف سے خاموش رہے۔ عید کے تہوار سے فارغ ہو کر آپ یروشلم واپس آ گئے اور اپنے خیالات کی تبلیغ شروع کر دی۔ یہودی علماء نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مذاق اڑایا۔ طرح طرح کے اعتراضات کئے اور آپ کو غصہ دلاتے رہے۔ لیکن آپ صبر وتحمل سے اپنا کام کرتے رہے۔

دوران تبلیغ آپ جھیل طبریہ کے کنارے کپرنوم نامی گاؤں میں تشریف لے گئے اور اس کی اکثریت آپ

کی معتقد ہوگئی۔ آپ نے کپر نوم کی پہاڑی پر ایک بڑے اجتماع کو خطاب کیا جس میں اپنی تعلیمات کا خلاصہ بیان کیا۔ یہ خطبہ ''سرمن آف دی ماؤنٹ'' یعنی پہاڑی والا وعظ کے نام سے مشہور ہے اور عیسائیوں کے ہاں اس کی اہمیت وہی ہے جو بدھ مت میں تقریر بنارس کی اور مسلمانوں میں خطبہ حجۃ الوداع کی ہے۔ اس کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام نے بارہ افراد کا انتخاب کیا جو ملک میں گھوم پھر کر لوگوں کو مسیح کی آمد کی خوشخبری دیتے اور ان کی تعلیمات سے آگاہ کرتے۔ پھر حضرت مسیح علیہ السلام خود بھی گھوم پھر کر سیر و سیاحت کر کے تبلیغ کرتے اور لوگوں کو معجزات دکھاتے اور حق کی طرف ہدایت کرتے تھے۔

دوسری عید فسح (یہ تہوار ایک ہفتہ تک جاری رہتا تھا) کے موقع پر جب آپ یروشلم تشریف لائے تو یہودی عوام وخواص نے جس قدر آپ کی پذیرائی کی۔ یہودی علماء اس سے محروم رہے۔ اس طرح ان میں حسد پیدا ہوا۔ لہذا ان کی مخالفت کرنے لگے اور ان کے خلاف سازشیں شروع کردیں اور آپ کو یروشلم سے چلے جانے کو کہا۔ آخر کار یہ یہودی اپنی سازش میں کامیاب ہوئے اور رومی حکومت سے ان کی موت کا پروانہ حاصل کرلیا۔ آپ کی نبوت کا دور نہایت ہی مختصر ہے جو ڈھائی سے تین سال پر مشتمل ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی طبیعت میں حلیم الطبع' بردبار' وسیع القلب' روادار' خندہ رو' خوش خلق اور غریب و مصیبت زدہ لوگوں کے بہی خواہ' ہمدرد اور مرنجاں مرنج شخصیت تھے۔ جب وہ کسی مصیبت زدہ کو دیکھتے تو ان کا دل بھر آتا اور اس کے مداوا کے لئے سب کچھ کر گزرتے۔ سب سے محبت کا درس دیتے۔ نفرت کے آگے سینہ سپر ہوجاتے اور گنہگاروں کو اپنے سینے سے لگا لیتے۔ ایک سفر میں آپ نے سامریوں سے پانی لے کر پی لیا۔ حالانکہ سامریوں کو سب یہودی کافر کہتے تھے۔ لیکن آپ فرماتے تھے جن کو سب نے دھتکار دیا ہو میں انہیں گلے لگاؤں گا۔ اسی طرح ان کے خیال میں سبت کا دن چھٹی کا نہیں مخلوق خدا کی خدمت کا دن تھا۔ ان کا بڑھتا ہوا اثر ونفوذ یہودی علماء کی نظر میں کھٹکتا تھا اور اس سے وہ اپنا امتیاز واقتدار ختم ہوتا دیکھ رہے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جو معجزات دیئے گئے ان میں سے بڑے حصے کا تعلق بھی مصیبت زدہ لوگوں سے ہمدردی وغمخواری کرنے' ان کی مصیبتیں دور کرنے اور ان کی تکلیفوں کو کم کرنے سے ہے۔ وہ اپنے قول وعمل سے ان کی مدد کرتے اور ان کو مصیبتوں وتکلیفوں سے نکالتے۔ قرآن مجید نے ان کے دس بڑے معجزات بیان کئے ہیں۔ ان کا مختصر سا تذکرہ کرنے سے پہلے ان کا پس منظر جان لینا ضروری ہے۔

معجزات کا پس منظر

حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے معجزات زمان ومکان اور زمینی حالات وکیفیات کے مطابق ظاہر ہوتے رہے ہیں۔ چنانچہ جس دور میں جس قسم کے علوم وفنون کا چرچا ہوتا اور لوگوں میں ان کی شہرت ودھوم ہوتی اسی کے مطابق یہ انبیائے کرام علیہم السلام کے ہاتھوں پر واقع ہوتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں طب وحکمت اور علم طبیعیات کا بڑا چرچا تھا اور ماہر اطباء وحکماء کی بڑی دھاک تھی۔ علاج کے فن نے بڑی ترقی کی تھی۔ طبیب حضرات معرکۃ الآراء علاج معالجہ کرتے تھے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایسے معجزے دیئے جو طب سے تعلق رکھتے تھے۔ تاکہ لوگ اطباء اور حکماء کے فن اور سچے دین کی حقیقت اور مادیت وروحانیت کا فرق دیکھ لیں۔ نبوت کے جھوٹے مدعیوں اور سچے نبیوں میں امتیاز کریں اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کے رسول کی شان کو واضح طور پر پہچانیں۔

یہاں پر تفسیر ابن کثیر کا حوالہ مفید رہے گا:

بہت سے علماء نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام میں سے ہر نبی کو وہ معجزات دیئے جو اس زمانہ کے لوگوں کے مناسب حال تھے۔ چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں جادو کا زور تھا اور جادوگری کی قدر تھی۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے انہیں وہ معجزات دیئے جن کی وجہ سے لوگوں کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں اور جادوگر ششدر وحیران رہ گئے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ یہ اعجاز اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو وہ اسلام کے گرویدہ ہوکر رہ گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اطاعت قبول کرلی اور نیک بندوں میں شامل ہوگئے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اطباء اور طبیعیات کا علم رکھنے والوں کے دور میں مبعوث ہوئے۔ چنانچہ وہ ایسی نشانیاں لے کر آئے کہ کوئی اور نہیں لاسکتا۔ سوائے اس کے کہ اس کی تائید اور پشت پناہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو۔ بھلا ایک طبیب جمادات میں کیسے جان ڈال سکتا ہے یا اندھے اور کوڑھی کو ٹھیک کرسکتا ہے اور جو قبر میں ابدالآباد تک چلا گیا ہے اسے کیسے زندہ کرسکتا ہے۔

اسی طرح حضرت محمد ﷺ فصحاء وبلغاء اور شعراء وادباء کے زمانے میں مبعوث ہوئے۔ آپ ﷺ وہ کتاب لے کر آئے کہ اس کے مقابلے کے لئے جن وانس سب جمع ہوجائیں تو اس جیسا یا اس کی دس سورتوں جیسا یا ایک سورت جیسا کلام بھی پیش نہیں کرسکتے۔ کیونکہ اللہ کا کلام اور عربوں کا کلام یکساں نہیں ہوسکتا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات

انسانی پیدائش کے تین بڑے عجائبات واعجازات میں سے ایک عجوبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے۔ حضرت حوا علیہا السلام بغیر ماں کے پیدا ہوئیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: ''یاایها الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدة وخلق منها زوجها وبث منهما رجالاً کثیراً ونسآء۰ النساء:۱''

ترجمہ:۔۔۔۔ ’’لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد و عورت دنیا میں پھیلا دیئے۔‘‘

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن باپ کے پیدا ہوئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: ’’ان مثل عیسیٰ عند الله كمثل آدم ۰ خلقه من تراب ثم قال له كن فيكون ۰ آل عمران ۳: ۵۹ ‘‘ترجمہ:۔۔۔۔ ’’اللہ کے نزدیک عیسیٰ کی مثال آدم کی سی ہے کہ اللہ نے اسے مٹی سے پیدا کیا اور حکم دیا کہ ہو جا اور وہ ہو گیا۔‘‘

گہوارے میں کلام کرنا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی چند دن کے ہوئے تھے کہ گفتگو کرنے لگے اور نہایت فصیح و بلیغ زبان میں گفتگو کی جس سے لوگ حیران و ششدر رہ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ’’ويكلم الناس في المهد وكهلا ومن الصالحين ۰ آل عمران ۳: ۴۶ ‘‘ترجمہ:۔۔۔۔ ’’لوگوں سے گہوارے میں بھی کلام کرے گا اور بڑی عمر کو پہنچ کر بھی۔‘‘ یہ تو پیشین گوئی تھی جو ان کے حق میں کی گئی۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس کے مطابق عملاً کلام کیا۔ ارشاد ہے کہ: ’’اذ ايدتك بروح القدس تكلم الناس في المهد وكهلا ۰ المائدہ: ۱۱۰ ‘‘ترجمہ:۔۔۔۔ ’’میں نے روح پاک سے تیری مدد کی تو گہوارے میں بھی لوگوں سے بات کرتا تھا اور بڑی عمر کو پہنچ کر بھی۔‘‘

یہ معجزہ اپنے اعجازی اور تحیراتی پہلوؤں کے ساتھ یہ اہم پہلو بھی اپنے اندر رکھتا ہے کہ ایک کمزور بے بس ذہنی و جسمانی تکلیف میں مبتلا اور مجسم شرم و حیاء، عصمت و عفت خاتون لوگوں کے طعن و تشنیع، بدگمانیوں اور حقارتوں اور سرگوشیوں میں گھری ہوئی ہے۔ اس کی اس تکلیف اور دکھ میں ننھا سا بچہ معاون و محافظ اور وکیل و متکلم بن کر کھڑا ہوتا ہے اور اسے اس گھمبیر صورت حال سے نکال لاتا ہے اور اس کی برات بیان کرتا ہے۔ اس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوتے ہی خدمت خلق اور شفقت علی الخلق کا ایسا عظیم کارنامہ سرانجام دیتے ہیں جو بڑی سے بڑی شخصیت بھی سرانجام نہیں دے سکتی۔ ان کے اس کلام سے ایک عورت اپنا سر اونچا کر لیتی ہے اور معاشرے کے طعنوں اور بے حیا باتوں سے محفوظ ہو جاتی ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی رفاہی زندگی کا سفر اس طرح شروع ہوتا ہے:

کتب انبیاء کا ماہر ہونا

اللہ تعالیٰ نے معجزے کے طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سابقہ کتب کا علم عطا فرمایا تھا۔ ارشاد خداوندی ہے کہ: ’’واذ علمتك الكتاب والحكمة والتوراة والانجيل ۰ المائدہ: ۱۱۰ ‘‘ترجمہ:۔۔۔۔ ’’میں نے تجھ کو کتاب اور حکمت اور توراۃ و انجیل کی تعلیم دی۔‘‘

چنانچہ بغیر استاد کے وہ تورات نہ صرف پڑھ لیتے تھے۔ بلکہ اس کی تشریح بھی خوب کرتے تھے۔ بائبل میں ہے کہ وہ جب بارہ برس کی عمر میں بیت المقدس پہنچے تو یہودی علماء کے سامنے ایسے حکیمانہ دلائل و براہین بیان فرمائے کہ تمام یہودی علماء عاجز و مبہوت رہ گئے اور سامعین عش عش کر اٹھے۔ (تفسیر عثمانی مطبوعہ قرآن کمپلیکس مدینہ منورہ)

مٹی سے پرندہ بنا کر اڑانا

وہ گیلی مٹی سے پرندہ کی شکل بنا کر اس میں پھونک مارتے تو وہ زندہ پرندہ بن کر اڑنے لگتا تھا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:''ورسولا الیٰ بنی اسرائیل انی قد جئتکم بآیة من ربکم انی اخلق لکم من الطین کھیئة الطیر فانفخ فیه فیکون طیرا م باذن الله • آل عمران ۳:۴۹ ''ترجمہ:......''میں تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس نشانی لے کر آیا ہوں۔ میں تمہارے سامنے مٹی سے پرندہ کی صورت کا ایک مجسمہ بناتا ہوں اور اس میں پھونک مارتا ہوں۔ وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے۔''

یہاں پر اس معجزے کا دعویٰ ہے اور سورہ مائدہ میں اسے عملی شکل میں ظاہر کرنے یعنی پرندہ بنا کر اس میں روح پھونک کر اور اسے اڑانے کا بیان ہے۔ یہ ایک عظیم معجزہ ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر ظاہر ہوا۔

لا علاج بیماروں کو تندرست کرنا

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر ایسے مریضوں کو شفا عطاء فرمائی جن کا علاج طبیبوں اور ویدوں کے پاس نہیں تھا۔ قرآن مجید نے فرمایا:''وابری الاکمه والابرص • آل عمران ۳:۴۹'' ترجمہ:......''اور میں اللہ کے حکم سے مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرتا ہوں۔'' پھر انہوں نے عملاً مادرزاد اندھوں اور کوڑھیوں کو اچھا کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:''وتبری الاکمه والابرص باذنی • المائدہ ۵:۱۱۰'' ترجمہ:......''تم مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو میرے حکم سے اچھا کرتے تھے۔''

بائبل میں بیان کیا گیا ہے کہ:

''پھر یسوع وہاں سے چل کر گلیل کے جھیل کے نزدیک آیا اور پہاڑ پر چڑھ کر وہیں بیٹھ گیا اور بھیڑ، لنگڑوں، اندھوں، گونگوں، ٹنڈوں اور بہت سے بیماروں کی اپنے ساتھ لیکر اس کے پاس آئی اور ان کو اس کے پاؤں میں ڈال دیا اور اس نے انہیں اچھا کر دیا۔ چنانچہ جب لوگوں نے دیکھا کہ گونگے بولتے، ٹنڈے تندرست ہوتے اور لنگڑے چلتے پھرتے ہیں اور اندھے دیکھتے ہیں تو تعجب کیا اور اسرائیل کے خدا کی تمجید کی۔ (متی:۱۵ آیت ۲۹ تا ۳۱)

مردوں کو زندہ کرنا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بہت بڑا معجزہ جسے دنیا یاد رکھے ہوئے ہے وہ ہے مردوں کو زندہ کرنا۔ قرآن مجید نے فرمایا:''واحی الموتیٰ باذن الله • آل عمران ۳:۴۹ ''ترجمہ:......''اور اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرتا ہوں۔'' اور فرمایا:''واذ تخرج الموتیٰ باذنی • المائدہ:۱۱۰ ''ترجمہ:......''اور جب تو مردوں کو میرے حکم سے نکالتا تھا۔''

بائبل کی روایت ہے کہ عبادت خانے کے سردار کی بارہ سالہ بچی فوت ہوگئی۔ لوگوں نے آ کر سردار کو خبر

دی۔ اس وقت سردار آپ کے پاس بیٹھا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا خوف نہ کرو اور اعتقاد رکھ۔ پھر آپ اس لڑکی کے کمرے میں آئے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا: ''تلیتا قومی ''یعنی لڑکی میں تجھ سے کہتا ہوں اٹھ۔ وہ لڑکی فی الفور اٹھ کر چلنے لگی۔ اس پر لوگ بہت حیران ہوئے۔ (مرقس باب ۵:۲۵)

دسترخوان کا نزول

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں اور امتیوں نے آپ سے عرض کیا کہ ہمارے لئے غیب سے کھانے کا دسترخوان نازل کرائیں۔ تاکہ ہم کھائیں۔ آپ پر ایمان پختہ کریں اور ہمارے لئے اس کا نزول عید بن جائے۔ اس کیفیت کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح بیان فرمایا کہ:

> حواریوں کے سلسلے میں یہ واقعہ بھی یاد رہے کہ جب حواریوں نے کہا کہ اے عیسیٰ بن مریم! کیا آپ کا رب ہم پر آسمان سے کھانے کا ایک دسترخوان اتار سکتا ہے تو عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اللہ سے ڈرو۔ اگر تم مومن ہو۔ انہوں نے کہا ہم بس یہ چاہتے ہیں کہ اس خوان سے کھانا کھائیں اور ہمارے دل مطمئن ہوں اور ہمیں معلوم ہو جائے کہ: ''آپ نے جو کچھ ہم سے کہا ہے وہ سچ ہے اور ہم اس پر گواہ ہوں۔ اس پر عیسیٰ ابن مریم نے دعا کی کہ خدایا ہمارے رب' ہم پر آسمان سے ایک خوان نازل کر جو ہمارے لئے اور ہمارے اگلوں پچھلوں کے لئے خوشی کا موقع قرار پائے اور تیری طرف سے ایک نشانی ہو۔ ہم کو رزق دے اور تو بہترین رزاق ہے۔'' (المائدہ:۱۱۳ تا ۱۱۴)

نزول مائدہ (کھانے کا دسترخوان) کے فوائد اور اثرات کے کئی ایسے پہلو ہیں جو اپنی جگہ پر معجزانہ اہمیت رکھتے ہیں اور ان آیات میں بیان ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک پہلو کھانے پینے کی ضروریات کا پورا ہونا' بھوک مٹانا اور خوش ہونا ہے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس کے نازل ہونے کی دعا میں بھی اس پہلو کو مدنظر رکھا اور عرض کیا کہ ہمارے اگلوں پچھلوں کے لئے خوشی کا موقع (عید) قرار پائے تو ہمیں رزق دے اور تو بہترین رزاق ہے۔

اکثر مفسرین کی رائے ہے کہ دسترخوان نازل ہوا تھا اور کئی دن تک نازل ہوتا رہا اور لوگ کھاتے رہے۔ آخر لوگوں کی ناشکری' ذخیرہ اندوزی اور بے قدری کی وجہ سے بند ہو گیا۔

گھروں میں ذخیرہ شدہ اشیاء کی خبر دینا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات میں سے ایک معجزہ یہ تھا کہ وہ لوگوں کو ان کے کھانے پینے کی اشیاء اور ان کے ذخیرہ کی اطلاع دے دیتے تھے۔ ارشاد ربانی ہے کہ: ''وانبئکم بماتاکلون وماتدخرون فی بیوتکم ان فی ذالك لآیة لکم ان کنتم مومنین ۰ آل عمران:۴۹ ''ترجمہ:...... ''میں تمہیں بتاتا ہوں کہ تم کیا کھاتے ہو اور اپنے گھروں میں کیا ذخیرہ کر کے رکھتے ہو۔ اس میں تمہارے لئے کافی نشانی ہے اگر تم ایمان لانے والے ہو۔''

انسان کی بنیادی اور لازمی ضرورت غذا ہے۔ وہ اس کے حصول کی جدوجہد کرتا رہتا ہے اور اسے اس کی ہر حالت میں اور ہر روز دو تین مرتبہ یاد آتی ہے۔ لہذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اسی بات کی خبر دی اور توجہ دلائی جس کی طرف ان کا دھیان رہتا ہے۔ نیز ہر شخص کو اس سے واسطہ پیش آتا ہے۔

بے جا جکڑ بندیوں سے نجات دلانا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت سے پہلے موسوی شریعت رائج تھی۔ یہودی علماء واحبار اور رھبان نے اس میں جو افراط وتفریط پیدا کر دی تھی وہ اسے ختم کرتے تھے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:''ومصدقالما بین یدی من التوراۃ ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم وجئتکم بآیۃ من ربکم فاتقوا اللہ واطیعون۰ آل عمران:۵۰ ''اور میں اس ہدایت وتعلیم کی تصدیق کرنے والا بن کر آیا ہوں جو تورات میں سے اس وقت میرے زمانہ میں موجود ہے اور اس لئے آیا ہوں کہ تمہارے لئے بعض ان چیزوں کو حلال کر دوں جو تم پر حرام کر دی گئیں ہیں۔ دیکھو میں تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس نشانی لے کر آیا ہوں۔ لہذا اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔''

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے واضح طور پر اپنی بعثت کے مقاصد میں سے ایک مقصد یہ بتایا کہ تمہارے جہلاء کے توہمات' تمہارے فقیہوں کی قانونی موشگافیوں' تمہارے رہبانیت پسند لوگوں کے متشددانہ رجحانات اور غیر مسلم قوموں کے غلبہ وتسلط کی بدولت تمہارے ہاں اصل شریعت میں جو اضافہ ہو گیا ہے میں ان کو منسوخ کروں گا اور تمہارے لئے وہی چیزیں حلال اور حرام قرار دوں گا جنہیں اللہ نے حلال یا حرام کیا ہے۔ (تلخیص تفہیم القرآن ومولانا صدر الدین اصلاحی)

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بہت سے وہ معاشرتی' ثقافتی جال کاٹ دیئے جن میں وہ لوگ جکڑے ہوئے اور نام نہاد مذہبی گروہوں کے دام میں گرفتار تھے اور بے جا جکڑ بندیوں کی وجہ سے تکالیف میں مبتلا تھے۔

قرآن مجید نے حضور نبی اکرم ﷺ کی بعثت کے جو مقاصد بیان کئے ہیں ان میں سے بعض ان مقاصد سے ملتے جلتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:''یامرھم بالمعروف وینھھم عن المنکر ویحل لھم الطیبات ویحرم علیھم الخبائث ویضع عنھم اصرھم الاغلل التی کانت علیھم۰ الاعراف:۱۵۷ ''ترجمہ:...... ''وہ انہیں نیکی کا حکم دیتا ہے۔ بدی سے روکتا ہے۔ ان کے لئے پاک چیزیں حلال کرتا ہے اور ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے اور ان پر سے وہ بوجھ اتارتا ہے جو ان پر لدے ہوئے تھے اور وہ بندشیں کھولتا ہے جن میں وہ جکڑے ہوئے تھے۔

ان مقاصد پر غور کریں کہ ان سے بوجھ اتارنے اور ان کی گردنوں میں پڑے ہوئے طوق کاٹنے کا مفہوم سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ یہ بوجھ اور طوق فقیہوں کی قانونی موشگافیوں' راہبوں کے زہد کے مبالغے اور جاہل عوام کے توہمات اور خود ساختہ حدود وضوابط اور رسوم ورواجات کے ہیں جو انسانوں نے اپنے اوپر لاد لئے

ہیں۔جس طرح نبی ﷺ نے لوگوں کو ان باتوں سے آزاد کرایا اور مخلوق پر شفقت کرتے ہوئے اور رحم کھاتے ہوئے ان کے لئے آسانی پیدا کی اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے لوگوں کو ان جکڑ بندیوں سے آزاد کرتے ہوئے انہیں اخلاقی باتوں اور رفاہ عامہ کے کاموں کی ہدایات دیں۔

جسم وروح سمیت اٹھایا جانا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا عظیم اور آخری معجزہ یہ ہے کہ آپ کو اس دنیا سے جسم اور روح سمیت اٹھالیا گیا ہے اور آپ دشمنوں کے ہاتھوں تکلیف اور ایذاء رسانی سے محفوظ رہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:''وقولهم انا قتلنا المسيح عيسى ابن مريم رسول الله ۰ وماقتلوه وماصلبوه ولكن شبه لهم ۰ وان الذين اختلفوا فيه لفي شك منه ۰ مالهم به من علم الا اتباع الظن ۰ وماقتلوه يقينا ۰ بل رفعه الله اليه ۰ وكان الله عزيزا حكيما ۰ النساء۴:۱۵۷تا۱۵۸ ''ترجمہ:......''اور(ان یہودیوں نے)کہا کہ ہم نے مسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ کو قتل کر دیا ہے۔حالانکہ فی الواقع انہوں نے نہ اس کو قتل کیا نہ صلیب پر چڑھایا۔بلکہ معاملہ ان کے لئے مشتبہ کر دیا گیا اور جن لوگوں نے اس کے بارے میں اختلاف کیا وہ بھی دراصل شک میں مبتلا ہیں۔ان کے پاس اس معاملے میں کوئی علم نہیں ہے۔محض گمان ہی کی پیروی ہے۔انہوں نے مسیح کو یقیناً قتل نہیں کیا۔بلکہ اللہ نے اس کو اپنی طرف اٹھالیا۔اللہ زبردست طاقت رکھنے والا اور حکیم ہے۔یہ دنیا کا انوکھا اور عجیب معجزہ ہے جو ان کو اللہ کی طرف سے ملا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی انسانوں سے محبت اور ان کی خدمت

ایک یہودی عالم نے حضرت مسیح سے پوچھا کہ احکام دین میں اولین حکم کون سا ہے؟۔آپ نے فرمایا کہ:''خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل سے محبت رکھ۔بڑا اور پہلا حکم یہی ہے اور دوسرا اس کی مانند یہ ہے کہ اپنے پڑوسی سے اپنے برابر محبت رکھ۔ان ہی دو حکموں پر تورات اور انبیاء کے صحیفوں کا دارومدار ہے۔''(متی باب۲۲:۳۷تا۴۰)

دوسری جگہ بیان کیا ہے کہ:''اور دیکھو ایک شخص نے پاس آکر اس سے کہا اے استاد میں کون سی نیکی کروں تاکہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں؟۔اس نے اس سے کہا کہ تو مجھ سے نیکی کی بات کیوں پوچھتا ہے؟۔نیک تو ایک ہی ہے؟۔لیکن اگر تو زندگی میں داخل ہونا چاہتا ہے تو حکموں پر عمل کر۔اس نے اس سے کہا کون سے حکموں پر؟۔یسوع نے کہا کہ خون نہ کر'زنا نہ کر'چوری نہ کر'جھوٹی گواہی نہ دے'اپنے باپ اور ماں کی عزت کر اور اپنے پڑوسی سے اپنے مانند محبت رکھ۔اس جوان نے اس سے کہا میں نے اس سب پر عمل کیا۔اب مجھ میں کس بات کی کمی ہے؟۔یسوع نے اس سے کہا اگر تو کامل ہونا چاہتا ہے تو جا اپنا مال اسباب بیچ کر

غریبوں کو دے دے۔ تجھے آسمان پر خزانہ ملے گا اور آ کر میرے پیچھے ہو لے۔ مگر وہ جوان یہ بات سن کر غمگین ہو کر چلا گیا۔ کیونکہ وہ بڑا مالدار تھا۔" (متی ۱۹:۱۶ تا ۲۲)

ایک اہم روایت

شفقت علی الخلق کی فضیلت میں ایک حدیث قدسی نبی ﷺ نے بیان فرمائی ہے۔ اس سے ملتی جلتی ایک روایت انجیل میں بھی ہے۔ ملاحظہ کریں:

"اس وقت بادشاہ اپنی دہنی طرف والوں سے کہے گا' آؤ میرے باپ کے مبارک لوگو' جو بادشاہی بنائے عالم سے تمہارے لئے تیار کی گئی ہے اسے میراث میں لو کیونکہ میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا کھلایا' میں پیاسا تھا تم نے مجھے پانی پلایا' میں پردیسی تھا تم نے مجھے اپنے گھر میں اتارا' میں ننگا تھا تم نے مجھے کپڑا پہنایا' میں بیمار تھا تم نے میری خبر لی' میں قید میں تھا تم میرے پاس آئے' تب راستباز اس کے جواب میں اسے کہیں گے اے خداوند! ہم نے کب تجھے بھوکا دیکھ کر کھانا کھلایا یا پیاسا دیکھ کر پانی پلایا؟ ہم نے کب تجھے پردیسی دیکھ کر گھر میں اتارا؟ یا ننگا دیکھ کر کپڑا پہنایا؟ ہم تجھے کب بیمار یا قید میں دیکھ کر تیرے پاس آئے؟ بادشاہ جواب میں ان سے کہے گا' میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تم نے میرے ان سب سے چھوٹے بھائیوں میں سے کسی کے ساتھ یہ سلوک کیا تو میرے ہی ساتھ کیا۔ پھر وہ بائیں طرف والوں سے کہے گا' اے ملعونو! میرے سامنے اس ہمیشہ کی آگ میں چلے جاؤ جو ابلیس اور اس کے حواریوں کے لئے تیار کی گئی ہے' کیونکہ میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا نہ کھلایا' پیاسا تھا تم نے مجھے پانی نہیں پلایا' پردیسی تھا تم نے مجھے گھر میں نہ اتارا' ننگا تھا تم نے مجھے کپڑا نہ پہنایا' بیمار اور قید میں تھا' تم نے میری خبر نہ لی۔ تب وہ جواب میں کہیں گے' اے خداوند! ہم نے کب تجھے بھوکا' یا پیاسا یا پردیسی یا ننگا یا بیمار یا قید میں دیکھ کر تیری خدمت نہ کی۔ اس وقت وہ ان سے جواب میں کہے گا میں تم سے سچ کہتا ہوں' جب سے تم نے ان سب سے چھوٹوں میں سے کسی کے ساتھ یہ سلوک نہ کیا تو میرے ساتھ نہ کیا اور یہ ہمیشہ کی سزا پائیں گے مگر راستباز ہمیشہ کی زندگی۔" (متی ۲۵:۳۵ تا ۴۶)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے خدمت خلق و شفقت علی الخلق کی یہ اعلیٰ تعلیم ہے۔ جس کی وجہ سے آج عیسائی رفاہی اور خدمت خلق کے کام سب سے زیادہ اور بڑے پیمانے پر سرانجام دے رہے ہیں۔ ہسپتال قائم کرتے ہیں اور پھر ان میں لگن اور تندہی سے ڈیوٹیاں سرانجام دیتے ہیں۔ اسی طرح بہت سے رفاہ عامہ کے کام کر کے ان کے ذریعے سے اپنے مذہب کی اشاعت کرتے ہیں۔ لوگوں کو اپنا گرویدہ بناتے ہیں اور اپنا سیاسی' سماجی اور ثقافتی اثر چھوڑتے ہیں۔ مسلمانوں کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ ایسی ہی تعلیم ہمارے آقا محمد ﷺ نے بھی دی ہے۔ خدمت خلق کے ایسے ہی فضائل و درجات آپ ﷺ نے بھی بیان کئے ہیں اور دنیا و آخرت کا اجر بتایا ہے۔ پھر ہم مسلمان ان پر عمل کر کے اپنی دنیا و آخرت کیوں نہیں بناتے اور کامیابی حاصل کیوں نہیں کرتے؟۔

بشکریہ ماہنامہ دعوۃ اسلام آباد

یوم بشارت......اور پاکستان میں عیسائی مشنریوں کی سرگرمیاں!

﴿مولانا زاہد الراشدی﴾

مسیحی برادری نے 23 اکتوبر کو دنیا بھر میں ''یوم بشارت'' منایا ہے جس کا مقصد نسل انسانی کو مسیحیت قبول کرنے کی دعوت کے مشن کے ساتھ وابستگی کو تازہ کرنا اور مشنری تحریک کو اجاگر کرنا ہے۔ لاہور سے شائع ہونے والے مسیحی جریدہ پندرہ روزہ ''کاتھولک نقیب'' کے ماہ رواں کے دوسرے شمارے میں بتایا گیا ہے کہ ہر سال کلیسا' اکتوبر کا مہینہ مشنری کاموں کو سراہنے اور مشنری تحریکوں کو اجاگر کرنے کے لئے وقف کرتی ہے۔ اسی روایت کے پیش نظر اس سال 79 واں عالمی یوم بشارت 23 اکتوبر بروز اتوار کو دنیا بھر میں بڑے جوش وخروش اور نہایت تزک واحتشام کے ساتھ منایا جارہا ہے۔

''کاتھولک نقیب'' کے اسی شمارے میں ایک مسیحی فاضل نوید یوسف نے عالمی یوم بشارت کا تاریخی پس منظر بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

> ''پاپائی سوسائٹی اشاعت ایمان کا قیام 1822ء میں فرانس کے شہر لیون میں ہوا۔ اس پاپائی سوسائٹی کا بنیادی مقصد اشاعت ایمان اور انجیلی بشارت واقدار کا فروغ ہے۔ اس سوسائٹی کی بانی ایک خاتون ''میری پولین جریکوٹ'' ہیں۔ آپ کا تعلق فرانس کے شہر لیون سے تھا۔ چودہ سال کی عمر میں اسکول چھوڑنے کے بعد آپ نے سماجی طور طریقے اپنائے۔ اونچے درجے کے فیشن اور دیگر سرگرمیوں میں مصروف ہوگئیں۔ ماں کے انتقال اور منگنی ٹوٹ جانے سے آپ زندگی کی نعمتوں سے محروم ہوگئیں اور یہی وہ وقت تھا جب آپ نے اپنی زندگی میں مقدس آگسٹین کی طرح تبدیلی محسوس کی۔ آپ نے اپنے تمام نفیس ملبوسات کو خیرباد کہا اور معمولی سا گاؤن' ململ کی ٹوپی اور بوٹ پہننا شروع کر دیئے اور بیماروں کی دیکھ بھال کو اپنا اولین نصب العین بنالیا۔ میری پولین جریکوٹ کا بھائی اپنے پیرش (چرچ) کی مشنری انجمن کا کارکن تھا جو ہر روز مشنری انجمنوں کی غربت اور جدوجہد کے بارے میں اپنی بہن سے بات چیت کرتا۔ اس طرح بھائی کی محنت رنگ لائی اور میری پولین نے لیون کی لڑکیوں کو اکٹھا کرکے ایک انجمن بنائی جس کا کام دعا کرنا اور چندہ اکٹھا کرنا تھا۔ تاکہ مشنری لوگوں کی مدد کی جاسکے۔ میری پولین 1862ء میں مفلسی' غربت اور بیماریوں کا مقابلہ کرتے ہوئے 63 سال کی عمر میں خداوند یسوع المسیح میں سوگئیں (وفات پاگئیں) اور بعد میں آپ کو مقدس کا درجہ عطا کیا گیا۔''

اس سوسائٹی نے عالمگیر اور مقامی سطح پر مشنری خدمات اور بیداری کو اجاگر کیا ہے اور عیسائی عقیدے کا پرچار پوری دنیا کے تمام انسانوں' خاندانوں' اسکولوں' تحریکوں اور اداروں میں کرنا اپنا اولین فرض سمجھا ہے۔ اس سوسائٹی کے مالی تعاون سے کلیساؤں میں دن بدن ایمان گہرا اور دعائیہ زندگی مضبوط سے مضبوط تر ہوتی جارہی ہے۔ پاک روح کا فضل' پاک یوخرستی کی طاقت مشنریوں کو مسیح کی گواہی دینے کے لئے تیار کرتی ہے (بائبل کی کتاب) اعمال کے باب آیت 8 کے مطابق خداوند یسوع مسیح نے فرمایا کہ:

''لیکن جب روح القدس تم پر نازل ہوگا تو تم پاؤ گے اور یروشلم اور سارے یہودیہ اور سامریہ میں بلکہ زمین کی انتہا تک میرے گواہ ہوگے۔''

پاپائے روم پوپ بینیڈکٹ نے اس موقع پر اپنے پیغام میں کہا ہے کہ:

''عالمی یوم بشارت ایک ایسا دن ہے جس میں ہم ایک دوسرے کو آگاہ کرتے ہیں کہ آج بھی وقت کی اہم ضرورت یہ ہے کہ ہم بشارتی مشن کو سمجھیں اور اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ تاکہ مقامی کلیساؤں اور دوسری بہت سی کلیسائی منظم جماعتوں اور خاص طور پر پاپائی مشنری اداروں کو بہتر طریقہ سے چلا سکے۔''

جبکہ لاہور کے آرچ بشپ لارنس سلنڈانہ نے اس دن کی اہمیت ان الفاظ میں واضح کی ہے کہ:

''23 اکتوبر کو کلیسا' عالمی یوم مشن منا رہی ہے۔ اس کا مرکزی خیال ''ایمان سے گواہی'' ہمیں یاد دلاتا ہے کہ ہر نسل کو ایمان کی گواہی کا علمبردار ہونے کی دعوت دی جاتی ہے۔ اس دعوت کے لئے بڑی بڑی کنونشن اور لمبی تقریروں کا سہارا نہیں لیا جاتا۔ اس کی بجائے عوامی زندگی کے ذریعے اس مشن کو آگے بڑھایا جاتا ہے۔''

سرکردہ عیسائی رہنماؤں کے ان خیالات اور بیانات سے یہ بات بخوبی سمجھی جاسکتی ہے کہ نسل انسانی تک عیسائیت کی دعوت پہنچانے اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کو عیسائیت کے دائرے میں شامل کرنے کے حوالے سے اس عالمی یوم بشارت کی اہمیت کیا ہے؟۔ ہمارے ہاں عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے اور عالمی طور پر صحیح بات بھی یہی ہے کہ عیسائیت صرف بنی اسرائیل کا مذہب تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے سابقہ انبیائے کرام علیہم السلام کی طرح صرف بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوئے تھے اور ان کی تعلیمات بنی اسرائیل تک محدود ہیں۔ لیکن عملی طور پر صورت حال یہ نہیں ہے۔ کیونکہ عیسائیت کے مشنری ادارے دنیا بھر میں عیسائیت کی دعوت وتبلیغ میں جسے وہ بشارت کے عنوان سے تعبیر کرتے ہیں پورے انہماک کے ساتھ مصروف ہیں اور مختلف اقوام سے تعلق رکھنے والے لاکھوں افراد کو ہر سال عیسائیت کے دائرے میں داخل کررہے ہیں۔ مشنری اداروں کے نزدیک عیسائیت نسلی مذہب نہیں۔ بلکہ

عالمگیر مذہب ہے۔ جس کی دعوت تمام انسانوں کے لئے ہے اور ان کا کہنا ہے کہ دنیا کے تمام انسانوں کی نجات صرف اس میں ہے کہ عیسائیت کو قبول کر کے صلیب کے سائے میں آ جائیں۔ اسی یقین اور جذبہ کے ساتھ دنیا کے مختلف ممالک میں مسیحی مشنری سرگرمیاں اپنے بشارتی مشن میں سرگرم ہیں اور اسی مشن کو تقویت دینے کے لئے یہ عالمی یوم بشارت منایا جاتا ہے۔ پاکستان میں ان مشنری سرگرمیوں کی تازہ ترین صورت حال کیا ہے؟۔ یہ معلوم کرنے کے لئے 18 اکتوبر 2005ء کو روزنامہ نوائے وقت لاہور میں شائع ہونے والی اس رپورٹ پر ایک نظر ڈالیں کہ:

''ایک حالیہ رپورٹ کے مطابق پاکستان میں سترہ ہزار سے زائد افراد عیسائیت قبول کر چکے ہیں۔ اس رپورٹ کے مطابق عالمی عیسائی مبلغین نے 1995ء میں پاکستان کو عیسائیت کے لئے ضروری ترین ملک قرار دیا۔ پاکستان میں پیٹر رابرٹس کو عیسائیت کی تبلیغ کے لئے منتخب کیا گیا جو بائبل کارسپانڈنس کا سربراہ ہے اور اس کا دفتر میانوالی میں واقع ہے۔ وہاں سے ہی یہ سارا نیٹ ورک چلایا جا رہا ہے۔ عیسائیوں کے 33ویں سالانہ شفائیہ اجتماع کے موقع پر انہوں نے چاروں صوبوں سے آئے ہوئے 129 مسلمانوں کو عیسائی بنایا۔ ان مسلمانوں میں پنجاب سے 49' بلوچستان سے 27' سندھ سے 34 اور سرحد سے 19 مسلمان شامل تھے۔ 7 ہندوؤں کو بھی عیسائی بنادیا گیا۔ اس ادارہ کی کراچی' شکارپور' فیصل آباد اور گجرات میں شاخیں ہیں۔ رپورٹ کے مطابق عیسائیوں کی تعداد پندرہ لاکھ سے زائد بتائی گئی ہے اور اس رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ 1999ء میں گیارہ ہزار سات سو مسلمانوں کو عیسائی بنایا گیا۔ صرف سندھ میں پانچ ہزار بہتر مسلمان عیسائی ہوئے۔ اس کے علاوہ کراچی میں ایک اور ادارہ ''ڈومینیکن سنٹر'' کے نام سے 1995ء میں قائم ہوا۔ فیروز پور روڈ پر ادارہ ''دارالنجات'' 1998ء سے قائم ہے۔ اس کا مرکزی ہیڈ کوارٹر لندن میں ہے۔ 1999ء تک اس کے سات دفاتر کھل چکے ہیں۔ اس نے 2000ء سے اب تک سات سو سے زائد مسلمانوں کو عیسائی بنایا ہے۔ کراچی میں عیسائی مشنری کی ایک تنظیم ''فرینڈز فار مسلم'' کے نام سے بھی سرگرم ہے جو مسلمان لڑکوں اور لڑکیوں سے دوستی کر کے انہیں عیسائیت کی جانب راغب کرتی ہے۔ ''مشن امپیکٹ'' کے تحت پاکستان میں چھ بڑے گروہ سرگرم عمل ہیں۔ اس میں تیرہ خوبصورت لڑکے اور گیارہ خوبرو لڑکیاں شامل ہیں جو مسلمان لڑکوں اور لڑکیوں کو محبت کے جال میں پھنسا کر عیسائی بناتے ہیں۔ ان لوگوں کا کہنا ہے کہ جلد دنیا میں عیسائیت کا غلبہ ہو جائے گا۔''

ایک قومی اخبار کی اس حالیہ رپورٹ سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ پاکستان میں عیسائی مشنریوں کی

سرگرمیوں کی صورت حال کیا ہے اور اس کی روشنی میں عالمی یوم بشارت کیا اہمیت رکھتا ہے؟۔ یہ ایک لمحہ فکریہ ہے جو ملک کی دینی جماعتوں اور مراکز کی خصوصی توجہ کا مستحق ہے۔ کیونکہ بدقسمتی سے ہمارے ہاں غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت دینے کے لئے عیسائی مشنریوں کی طرز کا کوئی نظم موجود نہیں ہے اور کوئی عالمی ادارہ ایسا نہیں ہے جو غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت دیتا ہو۔

دعوت وتبلیغ کے نام سے تبلیغی جماعت کا مربوط اور منظم نیٹ ورک عالمی سطح پر موجود ہے۔ لیکن اس کی سرگرمیوں کا دائرہ مسلمانوں کو دین کی طرف واپس لانے کی داخلی جدوجہد تک محدود ہے جو اپنی جگہ بہت ضروری اور مفید ہے۔ بلکہ اس کے بارے میں کسی حد تک یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ یہ محنت مسلم امہ میں دعوت کا ماحول پیدا کرنے کے لئے کی جارہی ہے۔ لیکن منطقی طور پر یہ توجیہہ قابل قبول ہونے کے باوجود عملی دنیا میں ''تا تریاق از عراق آوردہ شود مارگزیدہ مردہ شود'' کی صورت حال پیدا ہوتی جارہی ہے۔ غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت دینا تو رہا ایک طرف۔ ہمارے ہاں غیر مسلموں خصوصاً عیسائی مشنریوں کا شکار ہونے والے مسلمانوں کو بچانے کے لئے کوئی پروگرام اور نظم موجود نہیں ہے۔

ایک دور میں جب متحدہ ہندوستان میں شدھی تحریک کے ذریعہ مسلمانوں کو مرتد کرنے کی ملک گیر مہم سامنے آئی تو دارالعلوم دیوبند نے اس کے مقابلہ کے لئے باقاعدہ شعبہ تبلیغ قائم کیا تھا اور دارالعلوم دیوبند کے مبلغین ومناظرین نے ملک گیر دورے کر کے بے شمار مسلمانوں کو شدھی تحریک کا شکار ہونے سے بچایا تھا۔

اس پس منظر میں تبلیغی جماعت کے قائدین سے ہماری گزارش ہے کہ وہ اپنے پروگرام میں غیر مسلموں کو براہ راست اسلام کی دعوت دینے کا شعبہ بھی شامل کریں اور بڑے دینی مدارس سے ہم یہ درخواست کریں گے کہ وہ دارالعلوم دیوبند کے شعبہ تبلیغ کی طرز پر اپنے ہاں مستقل شعبے قائم کریں اور مبلغین ومناظرین کو تربیت دے کر عیسائی مشنریوں اور دیگر غیر مسلم دعوتی اداروں کا شکار ہونے والے مسلمانوں کا ایمان بچانے کی فکر کریں۔ یہ کام وہی بہتر طریقے سے کرسکتے ہیں۔

ضروری اعلان!

قارئین لولاک سے گزارش ہے کہ جلد کی تبدیلی کے بعد جن حضرات کا سالانہ چندہ ختم ہوچکا ہے اور انہیں ماہنامہ لولاک کی طرف سے بذریعہ خط آگاہ بھی کیا جاچکا ہے۔ لیکن تاحال چندہ ارسال نہیں کیا گیا۔ براہ کرام! چندہ ارسال فرما کر مشکور فرمائیں۔ خط وکتابت کرتے وقت خریداری نمبر ضرور لکھیں۔ ادارہ

حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری

بزم لدھیانوی کا اک چراغ

حضرت مولانا نعیم امجد سلیمیؒ

جمعرات ۲۴/نومبر ۲۰۰۵ء مطابق ۲۰/شوال ۱۴۲۶ھ بعد نماز عصر ہمارے قدیمی رفیق' حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے محب صادق' تربیت یافتہ اور خلیفہ مجاز حضرت مولانا نعیم امجد سلیمیؒ اچانک رحلت فرمائے عالم آخرت ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان للہ ما اخذ و لہ ما اعطی و کل شئی عندہ باجل مسمّٰی۔

مولانا نعیم امجد سلیمی بہاولنگر' تحصیل چشتیاں کے مضافاتی چک اور ارائیں برادری کے زمیندار گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ ۱۹۵۹ء میں آپ کی ولادت ہوئی اور غالباً خاندان کے اکلوتے عالم دین تھے۔ شروع سے ہی طبیعت میں سلامتی اور فیاضی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ ابتدا ہی سے انہیں اکابر و اسلاف سے والہانہ عشق و تعلق تھا۔ وہ ابھی نوخیز و نو عمر طالب علم تھے کہ دارالعلوم دیوبند کی صد سالہ کانفرنس کا اعلان ہوگیا۔ وہ اسی جذبۂ شوق اور لگن سے مجبور ہوکر ہندوستان جانے کو بے تاب ہوگئے' جیسے تیسے کرکے دارالعلوم دیوبند پہنچے' وہاں کے تاریخی مقامات میں سے ایک ایک پر گئے۔ اکابر کی نایاب و نادر کتب کا ذخیرہ خرید کر لائے۔ یہاں بھی ان کا ہمیشہ سے کتاب ہی سے رشتہ استوار رہا۔ ابتدائی تعلیم چشتیاں وغیرہ کے مختلف مدارس میں ہوئی' فوقانی درجات کی تعلیم کے لئے انہوں نے جامعہ علوم اسلامیہ کا رخ کیا اور جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن سے ہی فاتحہ فراغ پڑھا۔ فراغت کے بعد ان کے خاندانی بزرگوں نے انہیں چشتیاں اور مضافات میں رکھنے کے لئے ان سے عربی اسکول ٹیچر کی ملازمت کی درخواست دلائی اور سرکاری ملازمت کی منظوری بھی آگئی' مگر ان کے والد ماجد کے بقول انہوں نے اسکول کی ملازمت سے یہ کہہ کر انکار کردیا کہ: میرے اساتذہ نے مجھے کراچی میں رہ کر کام کرنے کا فرمایا ہے' لہٰذا میں چشتیاں نہیں آسکتا۔

مولانا نعیم امجد سلیمیؒ اپنے اساتذہ کے مشورہ سے محکمہ اوقاف کے خطیب و امام مقرر ہوئے اور کراچی کی پسماندہ بستی ڈالمیا' کی چہار مینار مسجد ان کی عملی جولان گاہ قرار پائی۔ مگر جلد ہی اس محکمہ سے ان کا دل بھر گیا اور انہوں نے اسے

خیر باد کہہ دیا' اور حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ: میں آپ کی خدمت میں رہ کر کوئی خدمت کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت شہیدؒ نے ان کے جذبہ' خلوص کو سراہتے ہوئے انہیں ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' کی ترتیب وتدوین کے کام کے لئے منتخب فرمایا۔ یوں حضرت لدھیانوی شہیدؒ کی شہرۂ آفاق کتاب ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' کی ترتیب وتدوین کا ابتدائی کام ان کی برکت سے شروع ہوا اور تادم آخر موصوف اسی شعبہ سے منسلک رہے۔

مولانا مرحوم کا نکاح چشتیاں شہر کی مشہور علمی اور روحانی شخصیت حضرت مولانا عبدالعزیز صاحبؒ خلیفہ مجاز حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ کے ہاں ہوا۔ مولانا سلیمیؒ کی اہلیہ بھی ماشاء اللہ عالمہ فاضلہ تھیں' گھر والوں کو کراچی لائے تو ایک عرصہ تک کرایہ کے مکان میں رہے اور آئے دن کرایہ کا مکان بدلنے کی صعوبتیں برداشت کرتے رہے۔ خدا خدا کر کے انہوں نے ڈالمیا کی کچی آبادی کے ایک پسماندہ علاقہ کچھی پاڑہ میں معمولی رقم کے عوض ایک پلاٹ خرید کر اس پر عارضی مکان بنا کر رہائش اختیار کر لی۔ جہاں پانی' بجلی اور گیس نام کی کوئی سہولت موجود نہ تھی' مگر مولانا نہایت ثبات واستقلال سے جمے رہے' ابتدا میں انہوں نے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے حکم اور مشورہ پر اپنے گھر کے ایک حصہ میں علاقے کے غریب لوگوں کے بچوں اور بچیوں کو دینی تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے کا پروگرام بنایا۔ حضرت لدھیانوی شہیدؒ کو گھر لے گئے' دعا کرائی' بیان کرایا اور کام شروع کر دیا۔ ان کے خلوص واخلاص' گھر والوں کی محنت اور حضرت لدھیانوی شہیدؒ کی دعاؤں کی برکت سے اس مکتب نے باقاعدہ مدرسہ کی شکل اختیار کر لی اور دیکھتے ہی دیکھتے کام بڑھ گیا۔ چنانچہ موصوف نے بچیوں کے والدین کے اصرار پر اپنے مکان کی چھت پر ہی باقاعدہ رہائشی طالبات رکھنے کا نظم قائم فرمالیا۔ ابتدائی طور پر مولانا کے مکان کی چھت پر کچھ عارضی چھپر ڈال کر اسے دارالاقامہ اور درس گاہ کا درجہ دیا گیا۔ لیکن حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی توجہ' مولانا مرحوم اور ان کے گھر والوں کی قربانیوں نے ایسا رنگ دکھلایا کہ اس مدرسہ نے سالوں کی ترقی دنوں میں کی۔ چنانچہ مدرسہ کے لئے باقاعدہ زمین کا ایک ٹکڑا خریدا گیا' نقشہ بنوایا گیا' اکابر علماء اور اہل قلوب سے دعائیں کرائی گئیں اور محض توکلا علی اللہ اس کی تعمیر کا کام شروع کر دیا گیا' تو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اس کی تعمیر مکمل کرادی اور مدرسہ قرآن کریم یوسفیہ کی عالی شان عمارت میں حفظ' ناظرہ' فہم دین کورس سے لے کر وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے بنات کے دورۂ حدیث تک کی پوری تعلیم ہونے لگی۔

چنانچہ مدرسہ قرآن کریم یوسفیہ کے دورۂ حدیث کے دو سال مکمل ہوئے اور تیسرے سال کی شروعات تھیں' داخلے ہو رہے تھے۔ مزید اساتذہ کے تقرر کا مرحلہ زیر بحث تھا کہ مولانا نعیم امجد سلیمی نے رخت سفر باندھ لیا۔ ہوا یوں کہ مولانا مرحوم رمضان کے پہلے عشرہ میں اسکوٹر سے گر کر زخمی ہو گئے تھے' ایکسرے سے معلوم ہوا کہ بائیں ٹانگ اور کندھے پر معمولی چوٹیں آئی ہیں اور گھٹنے کی ہڈی کسی قدر متاثر ہوئی ہے۔ حسب معمول ٹانگ پر پلستر چڑھا کر چھ ہفتے تک آرام

کرنے کا مشورہ دے دیا گیا۔ مولانا مرحوم نے اپنے رفقاء کو حکم دیا کہ ”آپ کے مسائل“ کی جدید ترتیب وتبویب کا کام ان کے گھر پہنچا دیا جائے اور مولانا نے گھر پر بیٹھے بیٹھے یہ ذمہ داری نبھانا شروع فرمادی۔ رمضان میں راقم الحروف کو فون پر اس حادثہ کی اطلاع دی اور دعا کے لئے کہا۔ واپسی پر عید کے دوسرے دن ناکارہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا‘ معمول کی گفتگو رہی‘ دعائے خیر کے بعد واپس آ گیا۔ چند دن پیشتر بھی انہوں نے فون پر تفصیلات بتلائیں اور مدرسہ کے لئے اساتذہ کے تقرر کی بابت مشورہ ہوا۔ جمعرات ۲۰/شوال کو ان کا پلستر کھلنا تھا‘ اسی دن صبح تمام رفقاء کو فون کیا‘ سب کی خیریت دریافت کی اور صاحبزادہ مولانا محمد طیب لدھیانوی سلمہ کو فون کر کے ایمبولینس منگوائی۔ عصر کے وقت گھر پر لدھیانوی ٹرسٹ کی ایمبولینس آ گئی۔ آج مولانا نسبتاً زیادہ ہشاش بشاش تھے۔ ہسپتال جانے سے قبل انہوں نے بال بنوائے‘ مونچھیں صاف کیں اور مکمل تیاری فرمائی‘ باتھ روم سے فارغ ہوئے‘ گھر والوں سے کہا: لوٹا اور ایکسرے وغیرہ دے دو‘ شاید ضرورت پیش آئے‘ خدام انہیں لینے کمرے میں داخل ہوئے تو دیکھتے ہی دیکھتے وہ گر کر بے ہوش ہو گئے‘ رفقاء نے دل کی جگہ کو زور زور سے دبایا اور سہلایا تو ہوش میں آ گئے‘ فرمایا: بٹھا دو اور پانی پلا دو‘ اسی اثنا میں رفقاء نے انہیں ایمبولینس میں سوار کیا تو فرمانے لگے: اسٹریچر پر بٹھا دو‘ مگر وہ زیادہ دیر نہیں بیٹھ سکے اور اسٹریچر پر اچانک گر سے گئے‘ ان کے منہ سے آخری الفاظ یہ سنے گئے: ”اے اللہ! آسانی فرما‘ اے اللہ! آسانی فرما“ ایمبولینس جب قریبی ہسپتال پہنچی تو ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا کی رحلت کی اطلاع ملی تو یقین نہیں آ رہا تھا‘ مگر نوشتۂ تقدیر سے کس کو مفر ہے؟ اسی وقت ہسپتال سے ان کی میت لا کر غسل وکفن دیا گیا‘ رات کو میت مدرسہ میں رکھی گئی‘ دوسرے دن جمعہ کے بعد نماز جنازہ ہوئی اور اس خزانہ خوبی کو ڈالمیا کے قبرستان میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے سپرد خاک کر دیا گیا۔ **اللھم لاتحرمنا اجرہ ولا تفتنا بعدہ.**

مولانا نعیم امجد سلیمیؒ کا سلوک واحسان کا پہلا تعلق یا پہلی بیعت قطب الارشاد حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی قدس سرہ سے تھی۔ ان کی رحلت کے بعد آپ نے حکیم العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی طرف رجوع کیا اور پھر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ان ہی کے ہو کر رہ گئے۔ حضرت لدھیانوی شہیدؒ نے بھی انہیں روحانی بیٹے سے بڑھ کر حقیقی عزیزوں کا سا سلوک دیا۔ چنانچہ مجھے وہ منظر آج تک یاد ہے اور حضرتؒ کی رس گھولنے والی آواز اب تک میرے سامعہ میں گونج رہی ہے کہ: ”ہمارے مولانا نعیم امجد سلیمی صاحب نے اس علاقہ میں ایک دینی مدرسہ کی بنیاد رکھی ہے‘ یہ مدرسہ ہمارا ہے‘ یہ مدرسہ ترقی کرے گا اور جو لوگ اس سے وابستہ ہوں گے‘ ان کو دنیا وآخرت کی فلاح نصیب ہوگی۔“

بلاشبہ حضرتؒ کی دعاؤں اور سرپرستی نے اس مدرسہ کو چار چاند لگا دیئے۔ ایک ایسا مدرسہ جو ظاہری اسباب سے محروم ہو‘ علاقہ غریب وپسماندہ ہو اور جہاں مسلک کا کام کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کے بجائے دل شکنی کی جاتی ہو‘ وہاں کام کرنا اور کسی کی داد وتحسین اور صلہ وستائش کی پرواہ کئے بغیر قدم بڑھائے جانا بلاشبہ مولانا نعیم امجد سلیمیؒ ایسے اصحاب

عزیمت ہی کا کام ہوسکتا ہے۔ مولانا موصوف نے اس مدرسہ کے لئے کس قدر محنت و قربانی کی لازوال تاریخ مرتب کی ہے' اس کا اندازہ مقامی آبادی میں دینی' اصلاحی انقلاب سے لگایا جاسکتا ہے۔ کل تک جہاں مولانا کا ایک ہم نوا نہ تھا' آج ماشاءاللہ ان کے قافلہ میں دسیوں نیک دل افراد شامل ہیں' اور وہ گھرانے جن کو اس مرد درویش نے دین و دیانت اور علم و عمل سے روشناس کرایا' وہ ان کے اسیر عقیدت ہیں' اس وقت مدرسہ میں حفظ و ناظرہ سے لے کر دورۂ حدیث تک تقریباً چار صد طالبات ہیں' جن میں سے ایک سو کے قریب طالبات مدرسہ میں رہائش پذیر ہیں' جن کے قیام و طعام کا کفیل مدرسہ ہے' مجموعی طور پر اساتذہ' معلمات اور دیگر عملہ کے ۲۵' افراد مصروف کار ہیں اور مدرسہ کے ماہانہ اخراجات کا میزانیہ تقریباً ایک لاکھ سے متجاوز ہے۔ مولانا مرحوم کے جانے کے بعد احساس ہوتا ہے کہ یہ مرد درویش اتنا بڑا کام کس خاموشی سے انجام دے رہا تھا؟ اتنا بڑا مدرسہ اور اس کے اخراجات کا انتظام وہ کس محنت و مجاہدہ سے پورا کر رہے تھے؟ اے اللہ! مولانا مرحوم کے لگائے ہوئے اس باغ کو سدا سرسبز و شاداب رکھ' ان کی حسنات کو قیامت تک جاری و ساری رکھ اور ان کی بلندی درجات کا ذریعہ بنا۔ آمین۔

اللہ تعالیٰ کے کاموں کی حکمت اور اس کے راز انسانوں کی سمجھ سے بالاتر ہیں' بلاشبہ ان کی حیات مستعار پوری ہوگئی' وہ چلے گئے' ان کا اتنا ہی وقت تھا' وہ اس سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکتے تھے' مگر بہرحال ہم ایسے کوتاہ فہموں کے لئے یہ مرحلہ انتہائی جاں گسل ہے کہ ان کے بچے ابھی چھوٹے ہیں' سب سے چھوٹی بیٹی نو ماہ کی ہے اور بڑا بچہ فہیم امجد ۱۷ سال کا ہے اور درجہ ثانیہ کا طالب علم ہے۔ بظاہر مشکلات ہیں' مگر اس ذات کریم سے امید ہے کہ وہ ان کی کفایت و کفالت فرمائیں گے اور اس ادارہ کو حسب معمول ترقیات سے سرفراز فرمائیں گے۔

مولانا مرحوم نے اپنے گاؤں میں بھی حفظ و ناظرہ کا ایک مدرسہ قائم کر رکھا تھا' جس کے تمام اخراجات بھی وہ خود برداشت کرتے تھے۔ چنانچہ ان کی وفات کے موقع پر ان کے والد ماجد نے کہا کہ اس مدرسہ کا اب کیا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ اس مدرسہ کی بھی کفایت فرمائے اور خزانہ غیب سے اس کے اخراجات کا انتظام فرمائے۔

میرے مشاہدے اور اندازہ کے مطابق آج سے بیس سال قبل ان کے پاس جو ففٹی موٹر سائیکل تھی' آج بھی ان کے پاس وہی تھی۔ انہوں نے اتنا اونچا اور خوبصورت مدرسہ بنالیا مگر اپنی ذات کو ہمیشہ تنگی میں ہی رکھا' انہوں نے راحت و آرام کو کبھی پاس نہیں آنے دیا۔

مولانا مرحوم نے مدرسہ کے ساتھ ساتھ اصلاح و ارشاد کے خانقاہی نظام سے بھی بے اعتنائی نہیں برتی۔ چنانچہ انہوں نے ''زکریا عارفیہ یوسفیہ'' کے نام سے ایک خانقاہ کو بھی رجسٹرڈ کرا رکھا تھا اور پہلے اپنے گھر میں اور اب مدرسہ قرآن کریم یوسفیہ میں انہوں نے ہفتہ واری مجلس ذکر کا اہتمام بھی کر رکھا تھا۔ انہوں نے ہر سال عشرہ اخیرہ میں اپنے شیخ کی قائم کردہ مسجد خاتم النبیین میں اعتکاف کا معمول بھی جاری رکھا۔

وہ ہر جمعرات کو مسجد خاتم النبیین میں قائم مجلس ذکر میں باقاعدگی سے شریک ہوتے' نہایت سوز سے ذکر کرتے اور درد سے دعا مانگا کرتے۔ یوں تو مولانا مرحوم ساری زندگی شعبہ ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' سے منسلک رہے مگر آج کل وہ اس شعبہ کا اہم کام سرانجام دے رہے تھے' جس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت لدھیانوی شہیدؒ کے خدام نے طے کیا کہ حضرت لدھیانوی شہیدؒ کی شہرۂ آفاق کتاب ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' کو جدید انداز سے مرتب کیا جائے' جس میں اس کی تخریج کے ساتھ ساتھ ان مسائل کو بھی شامل کیا جائے جو ابھی تک شامل نہیں ہو سکے تھے۔ چنانچہ مولانا مرحوم روزنامہ جنگ کے صفحہ اقرأ کے گزشتہ پچیس سالہ ریکارڈ کو کھنگال کر ان مسائل کو منتخب کر رہے تھے جو تا حال اشاعت پذیر نہیں ہو سکے تھے' اسی طرح جو مسائل مکرر آ گئے تھے' ان کو حذف کر کے کتاب کو جامع مانع اور مہذب فرما رہے تھے۔ چنانچہ موصوف نے قریب قریب یہ کام انجام دے لیا تھا' بہت ہی معمولی کام باقی تھا کہ ان کا وقت موعود آ گیا' ان کے کام کا اگلا مرحلہ یہ تھا کہ یہ جدید مسائل کس جلد کے کس باب میں اور کس مسئلہ کے آگے یا پیچھے درج ہوں گے؟ بہر حال مولانا مرحوم کی رحلت سے اس ناکارہ کا ذاتی اور ادارہ آپ کے مسائل کا عظیم نقصان ہوا ہے' خدا کرے کوئی اللہ کا بندہ اس کام کے لئے مہیا ہو جائے۔

مولانا مرحوم نے جس طرح اپنی خانقاہ کو رجسٹر کرا رکھا تھا' اسی طرح انہوں نے اپنے مدرسہ کو بھی رجسٹر اور ٹرسٹ کرا رکھا تھا' حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی زندگی میں انہوں نے حضرتؒ کو اپنا سرپرست بنائے رکھا' ان کی شہادت کے بعد حضرتؒ کے خدام کو اپنا سرپرست بنا لیا تھا۔ خدا کرے آئندہ بھی ان کے مدرسہ کو اچھے کارکن اور خیر خواہ خدام مل جائیں تاکہ یہ دینی ادارہ قیامت تک چلتا رہے اور مسلک حق مسلک دیوبند کی ترجمانی کرتا رہے۔

مولانا مرحوم نے والدین' ایک بیوہ' تین بیٹے اور تین بیٹیوں کو سوگوار چھوڑا ہے۔ ہم مولانا مرحوم کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے بچوں کی دستگیری فرمائے اور انہیں اپنے باپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

بقیہ: دامن حق و دامن باطل

حضرت محمد ﷺ کے دامن میں جنت ہے۔ مرزا قادیانی کے دامن میں انگارے ہیں جہنم کے۔ حضرت محمد ﷺ کے دامن سے ختم نبوت کی وہ خوشبو آتی ہے جس کی کوئی مثال نہیں۔ مگر مرزا قادیانی کے دامن سے جھوٹی نبوت کی وہ بدبو آتی ہے جس کی کوئی مثال نہیں۔ حضرت محمد ﷺ کے دامن سے دعائیں آتی ہیں۔ مگر مرزا قادیانی کے دامن سے غلیظ گالیاں اور نفرت نظر آتی ہے۔ حضرت محمد ﷺ کے دامن سے وہ روشنی آتی ہے جو ذریعہ نجات ہے۔ مگر مرزا قادیانی کے دامن سے وہ تاریکی نظر آتی ہے جو ذریعہ وبال بن سکتی ہے۔ حضرت محمد ﷺ کے دامن سے وہ خوشبو نکلی جس نے اس خوشبو کو لگایا وہ معطر ہو گیا اور مرزا قادیانی کے دامن سے وہ بدبو نکلی جس نے اس بدبو کو لگایا وہ دنیا کا بدترین کافر بن گیا۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو فتنہ قادیانیت سے محفوظ رکھے۔

غم ہائے فراق!

(حضرت مولانا اللہ وسایا)

الحمدللہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی ۰ امابعد!

کوئی جماعتی بزرگ‘ عالم دین‘ ساتھی‘ دوست یا مجلس کا کارکن فوت ہوجائے تو فقیر ان پر تعزیتی مضمون لکھتا ہے اور یہ عالم آخرت کو سدھارنے والے کا پسماندگان پر حق ہوتا ہے کہ مرحوم کے ذکر خیر سے اپنا فرض وقرض ادا کریں۔ یہ تو یاد نہیں کہ فقیر نے کب سے تعزیتی مضامین لکھنے کا سلسلہ شروع کیا اور کتنے حضرات پر تعزیتی مضامین لکھے۔ لیکن اتنی بات متعین ہے کہ فقیر نے اپنی تبلیغی زندگی میں تقریباً اپنے فوت شدہ حضرات پر بہرحال کچھ نہ کچھ تحریر کیا۔ ان تعزیتی تحریرات کو دو قسم پر تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

۱...... بعض حضرات پر صرف تعزیتی نوٹ لکھا اور تعزیت کلمات ودعائیہ جملوں پر اکتفاء کیا۔ اس قسم کی تحریرات کی تعداد یقیناً سینکڑوں سے بھی زیادہ ہے۔

۲...... بعض حضرات پر تعزیتی مضامین لکھے اور ان مضامین میں کوشش کی کہ صاحب مضمون کی زندگی اور خدمات کا پورا نقشہ اس میں آجائے۔ آج کل کی تحریری دنیا میں اسے ’’خاکہ‘‘ کہتے ہیں۔

بہت سارے رفقاء کا خیال ہوا کہ دوسری قسم کے تمام مضامین کو کتابی شکل میں شائع کردینا چاہئے۔ بہت ہی جلدی میں ماہنامہ لولاک اور ہفت روزہ ختم نبوت کی گزشتہ چالیس سال کی جلدوں کی ورق گردانی کی تو مندرجہ ذیل حضرات پر تعزیتی مضامین جو فقیر کے قلم سے شائع ہوئے مل گئے۔ ابھی تلاش کا مرحلہ جاری ہے۔ ہفت روزہ ختم نبوت کراچی کی جلدوں کی بھی ورق گردانی کرنی ہے۔ اس وقت تک جن حضرات پر تعزیتی مضامین ملے ان کی فہرست یہ ہے:

۱......	حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ	ملتان	۲۱؍اپریل ۱۹۷۱ء
۲......	حضرت مولانا لال حسین اخترؒ		۱۰؍جون ۱۹۷۳ء
۳......	حضرت مولانا پیرجی عبداللطیفؒ	چیچہ وطنی	۳؍جولائی ۱۹۷۷ء
۴......	محترم جناب بلال زبیریؒ	جھنگ	۲۸؍ستمبر ۱۹۷۷ء
۵......	شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ	کراچی	۱۷؍اکتوبر ۱۹۷۷
۶......	حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ ملتانی	ملتان	۲۰؍مئی ۱۹۷۸ء

۷	فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ		۱۱راگست ۱۹۸۰ء
۸	محترم جناب محمد بخش چشتیؒ	جھنگ	۲۷ردسمبر ۱۹۸۰ء
۹	حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ	مانسہرہ	۴رفروری ۱۹۸۱ء
۱۰	حضرت مولانا سید نور الحسن بخاریؒ	ملتان	۴رجنوری ۱۹۸۴ء
۱۱	حضرت مولانا تاج محمودؒ	فیصل آباد	۲۰رجنوری ۱۹۸۴ء
۱۲	حضرت مولانا عبدالعزیز رائے پوریؒ	چک ۱۱	۳۰راکتوبر ۱۹۸۴ء
۱۳	حضرت حافظ حسام الدینؒ	ماموں کانجن	رفروری ۱۹۸۵ء
۱۴	حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ	ملتان	۱۴رفروری ۱۹۸۵ء
۱۵	حضرت مولانا محمد عبداللہ رائے پوریؒ		۱۵رجون ۱۹۸۵ء
۱۶	حضرت مولانا ابوعبیدہ نظام الدین کوہاٹیؒ	کوہاٹ	۵رجولائی ۱۹۸۵ء
۱۷	حضرت مولانا محمد رمضان علویؒ	راولپنڈی	۱۸رجنوری ۱۹۹۰ء
۱۸	حضرت مولانا زرین احمد خانؒ	کچا کھوہ	۷رمئی ۱۹۹۳ء
۱۹	حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ	خانپور	۲۸راگست ۱۹۹۴ء
۲۰	حضرت مولانا حکیم عبدالرحیم اشرفؒ	فیصل آباد	۲۸رجولائی ۱۹۹۵ء
۲۱	محترم جناب صوفی احمد بخش چشتیؒ	جھنگ	۲راپریل ۱۹۹۷ء
۲۲	حضرت مولانا عبدالوحیدؒ	ڈھڈیاں شریف	مئی ۱۹۹۷ء
۲۳	حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینیؒ	اٹک	۱۳رمئی ۱۹۹۷ء
۲۴	حضرت مولانا محمد عمر پالن پوریؒ	بھارت	مئی ۱۹۹۷ء
۲۵	حضرت مولانا مفتی غلام مرتضیٰؒ	شاہ کوٹ	۲۳رمئی ۱۹۹۷ء
۲۶	حضرت مولانا عبدالہادیؒ	شیخوپورہ	مئی ۱۹۹۷ء
۲۷	حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ	لکھنؤ بھارت	مئی ۱۹۹۷ء
۲۸	حضرت قاری شہاب الدینؒ	سرگودھا	۳۰رجولائی ۱۹۹۷ء
۲۹	حضرت مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار شہیدؒ	کراچی	۲رنومبر ۱۹۹۷ء
۳۰	حضرت مولانا عبدالکریم قریشیؒ	بیر شریف	۴رجنوری ۱۹۹۹ء
۳۱	جناب صاحبزادہ حافظ محمد عابدؒ	بستی سراجیہ	۲رفروری ۱۹۹۹ء

۳۲......	محترم جناب حکیم حنیف اللہ ملتانیؒ	ملتان	۶رفروری ۱۹۹۹ء
۳۳......	حضرت مولانا سید ممتاز الحسن گیلانیؒ	فیصل آباد	اکتوبر ۱۹۹۹ء
۳۴......	محترم جناب چوہدری غلام نبی امرتسریؒ	گوجرانوالہ	۱۵ردسمبر ۱۹۹۹ء
۳۵......	حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ	بھارت	۳۱ردسمبر ۱۹۹۹ء
۳۶......	حضرت مولانا جمال اللہ الحسینیؒ	پنوں عاقل	۲۱رجنوری ۲۰۰۰ء
۳۷......	حضرت مولانا عبدالحیٔ بہلویؒ	شجاع آباد	۲۸رجنوری ۲۰۰۰ء
۳۸......	حضرت مولانا عبدالرحیم نعمانیؒ	بورے والا	۱۲رمارچ ۲۰۰۰ء
۳۹......	حضرت مولانا سید حامد علی شاہ چاند پوریؒ	فیروزہ	۱۵رمارچ ۲۰۰۰ء
۴۰......	جناب صوفی نور محمد مجاہدؒ	لودھراں	۱۷رجولائی
۴۱......	حضرت مولانا محمد امین اوکاڑویؒ	اوکاڑہ	۲۱راکتوبر ۲۰۰۰ء
۴۲......	حضرت مولانا محمد لقمان علی پوریؒ	علی پور	۱۶رنومبر ۲۰۰۰ء
۴۳......	حضرت مولانا صوفی عنایت علی دنیاپوریؒ	دنیاپور	دسمبر ۲۰۰۰ء
۴۴......	حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذیؒ	سرگودھا	۴رجنوری ۲۰۰۱ء
۴۵......	حضرت مولانا منیر الدینؒ	کوئٹہ	۱۸راپریل ۲۰۰۱ء
۴۶......	جناب ڈاکٹر محمد خالد خاکوانیؒ	ملتان	۱۵رمئی ۲۰۰۱ء
۴۷......	حضرت مولانا سید منظور احمد شاہ حجازیؒ	کہروڑپکا	۱۰رجون ۲۰۰۱ء
۴۸......	حضرت مولانا غلام قادرؒ	شکارپور	۱۳رجولائی ۲۰۰۱ء
۴۹......	حضرت مولانا سید منظور احمد آسیؒ		یکم نومبر ۲۰۰۱ء
۵۰......	حضرت مولانا قاضی اللہ یار خانؒ	چیچہ وطنی	۱۰رجنوری ۲۰۰۲ء
۵۱......	حضرت مولانا قاری عبدالحفیظؒ	سکھر	۱۷رجنوری ۲۰۰۲ء
۵۲......	حضرت مولانا زبیر احمدؒ	بہاولپور	۲۴رجنوری ۲۰۰۲ء
۵۳......	حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانویؒ	کراچی	۱۹رفروری ۲۰۰۲ء
۵۴......	حضرت مولانا نور احمد مظاہریؒ	پھلور	۱۹راپریل ۲۰۰۲ء
۵۵......	حضرت مولانا قاری محمد اسحٰق فیصل آبادیؒ	فیصل آباد	۳۱ردسمبر ۲۰۰۲ء
۵۶......	حضرت مولانا مفتی عبدالقادرؒ	کبیروالا	دسمبر ۲۰۰۲ء

۵۷......	حضرت مولانا کرم الٰہی فاروقیؒ	دہاڑی	۱۰؍جنوری ۲۰۰۳ء
۵۸......	محترم جناب چوہدری محمد یوسفؒ	لاہور	۱۲؍جنوری ۲۰۰۳ء
۵۹......	حضرت مولانا عبدالقادر آزادؒ	لاہور	۱۵؍جنوری ۲۰۰۳ء
۶۰......	حضرت مولانا قاری عبدالسمیعؒ	سرگودھا	۱۲؍فروری ۲۰۰۳ء
۶۱......	حضرت مولانا رشید احمد پسروریؒ	پسرور	۱۸؍مارچ ۲۰۰۳ء
۶۲......	حضرت مولانا صاحبزادہ فیض القادریؒ	لاہور	۲۰۰۳ء
۶۳......	حضرت مولانا اللہ وسایا قاسمؒ	جہانیاں	یکم مئی ۲۰۰۳ء
۶۴......	حضرت مولانا عبداللطیف مسعودؒ	ڈسکہ	۱۱؍مئی ۲۰۰۳ء
۶۵......	حضرت مولانا فیض اللہؒ	میرپور خاص	۲۰؍مئی ۲۰۰۳ء
۶۶......	حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ	جلال پور پیروالا	۲۲؍مئی ۲۰۰۳ء
۶۷......	الحاج جناب غوث بخش ڈیۃؒ	علی پور	۲۷؍مئی ۲۰۰۳ء
۶۸......	حضرت مولانا قاری دین محمدؒ	چنیوٹ	نومبر ۲۰۰۳ء
۶۹......	حضرت مولانا امام الدین قریشیؒ	لودھراں	نومبر ۲۰۰۳ء
۷۰......	حضرت مولانا شاہ احمد نورانیؒ	کراچی	۱۱؍دسمبر ۲۰۰۳ء
۷۱......	حضرت مولانا قاضی عبداللطیف اخترؒ	شجاع آباد	۲۵؍جنوری ۲۰۰۴ء
۷۲......	حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ	چکوال	۲۶؍جنوری ۲۰۰۴ء
۷۳......	حضرت مولانا حامد علی رحمانیؒ	حسن ابدال	مارچ ۲۰۰۴ء
۷۴......	حضرت مولانا حکیم عبدالرحمٰن آزادؒ	گوجرانوالہ	۱۸؍مارچ ۲۰۰۴ء
۷۵......	حضرت مولانا پروفیسر مظفر اقبال قریشیؒ	مانسہرہ	۱۴؍اپریل ۲۰۰۴ء
۷۶......	حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ	فیصل آباد	۱۵؍مئی ۲۰۰۴ء
۷۷......	حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ	کراچی	۳۰؍مئی ۲۰۰۴ء
۷۸......	حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ	چنیوٹ	۲۷؍جون ۲۰۰۴ء
۷۹......	شیخ الحدیث حضرت مولانا نذیر احمدؒ	فیصل آباد	۳؍جولائی ۲۰۰۴ء
۸۰......	حضرت مولانا عبدالعزیزؒ	جتوئی	۱۷؍ستمبر ۲۰۰۴ء
۸۱......	حضرت مولانا مختار احمد مظاہریؒ		۱۹؍ستمبر ۲۰۰۴ء
۸۲......	حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ	کراچی	۹؍اکتوبر ۲۰۰۴ء

۸۳......	حضرت مولانا نذیر احمد تونسوی شہیدؒ	تونسہ شریف	۹ر اکتوبر ۲۰۰۴ء
۸۴......	حضرت مولانا محمد انورؒ	کبیر والا	۳ر نومبر ۲۰۰۴ء
۸۵......	حضرت مولانا بشیر احمد خاکیؒ	شورکوٹ	۱۶ر دسمبر ۲۰۰۴ء
۸۶......	حضرت مولانا عبدالمجیدؒ	سکھر	۲۸ر دسمبر ۲۰۰۴ء
۸۷......	حضرت مولانا منظور احمد الحسینیؒ	مدفون مدینہ طیبہ	۱۳ر جنوری ۲۰۰۵ء
۸۸......	حضرت مولانا دوست محمد مدنیؒ	نواب شاہ	۱۴ر جنوری ۲۰۰۵ء
۸۹......	حضرت مولانا صفات محمد عثمانیؒ	بہاول پور	۱۶ر جنوری ۲۰۰۵ء
۹۰......	حضرت مولانا صوفی اللہ وسایاؒ	ڈیرہ غازی خان	۲۱ فروری ۲۰۰۵ء
۹۱......	حضرت مولانا غلام محمد علی پوریؒ	علی پور	۲۲ فروری ۲۰۰۵ء
۹۲......	حضرت مولانا قاری محمد امینؒ	راولپنڈی	۱۷ جولائی ۲۰۰۵ء
۹۳......	حضرت مولانا سید محمد امین گیلانیؒ	شیخوپورہ	۳ر اگست ۲۰۰۵ء
۹۴......	حضرت مولانا حافظ احمد بخش شجاع آبادیؒ	شجاع آباد	۲۲ر اگست ۲۰۰۵ء
۹۵......	حضرت مولانا خدابخش شجاع آبادیؒ	شجاع آباد	۲۹ر ستمبر ۲۰۰۵ء
۹۶......	حضرت مولانا قاری محمد صدیقؒ	فیصل آباد	۷ر دسمبر ۲۰۰۵ء
۹۷......	حضرت مولانا قاری نور الحق قریشیؒ	ملتان	۱۱ر دسمبر ۲۰۰۵ء

عام مومنین کیلئے استغفار

قرآن مجید میں رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا گیا ہے کہ آپ ﷺ اپنے لئے اور عام مومنین ومومنات کے لئے استغفار یعنی اللہ تعالیٰ سے معافی اور مغفرت کی استدعا کیا کریں۔ یہی حکم ہم امتیوں کے لئے بھی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی بڑی ترغیب دی اور بڑی فضیلت بیان فرمائی ہے۔ اس سلسلے میں ذیل کی حدیث ملاحظہ فرمائیں:

”عن عبادة بن الصامت قال قال رسول الله ﷺ من استغفر للمومنين والمومنات كتب له بكل مومن ومومنة حسنة · رواه الطبراني فى الكبير“

ترجمہ:...... ”حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو بندہ عام ایمان والوں اور ایمان والیوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگے گا اس کے لئے ہر مومن مرد وعورت کے حساب سے ایک ایک نیکی لکھی جائے گی۔“

﴿مرسلہ: حضرت مولانا فقیر اللہ اختر سیالکوٹ﴾

آہ! جناب قاری محمد صدیق صاحب فیصل آبادیؒ!

حضرت مولانا اللہ وسایا

دارالعلوم فیصل آباد کے شعبہ قرأت کے سربراہ حضرت قاری محمد صدیق صاحبؒ ۷/دسمبر ۲۰۰۵ء بروز بدھ رات گیارہ بجے الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں انتقال فرماگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون! حضرت قاری محمد صدیق صاحبؒ نے مدرسہ دارالہدیٰ چوکیرہ ضلع سرگودھا میں حضرت قاری عبدالحمید صاحبؒ کے پاس حفظ قرآن مجید مکمل کیا۔ تجوید حضرت قاری محمد شریف صاحبؒ کے ہاں لاہور میں مکمل کی۔ اس کے بعد جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور میں تجوید کے استاذ مقرر ہوگئے۔ چند سال وہاں پر تدریس کی۔ تبلیغی جماعت کے ممتاز رہنما خطیب ملت حضرت مولانا مفتی محمد زین العابدینؒ انہیں لاہور سے اپنے قائم کردہ جامعہ دارالعلوم پیپلز کالونی فیصل آباد میں تدریس کے لئے کھینچ لائے۔ جہاں آپ کو شعبہ تجوید وقرأت کا مسئول مقرر کیا گیا۔ آپ نے تین دھائی سے بھی زائد عرصہ تک بلامبالغہ ہزاروں حفاظ کو اعلیٰ درجہ کا قاری ومقری بنادیا۔ پاکستان کے چپہ چپہ میں آپ کے شاگردوں کی جماعت خدمت قرآن کا فریضہ سرانجام دینے کے لئے مسند تدریس پر فائز ہے۔

قاری محمد صدیق صاحبؒ ایک خاموش طبع انسان تھے۔ فحش گوئی' مذاق' مبالغہ تو درکنار کبھی آپ کی زبان سے ہلکا جملہ بھی صادر نہیں ہوا۔ عابد' زاہد' متقی' متورع' مخلص' کم گو انسان تھے۔ اخلاق حمیدہ میں آپ کسی اچھے انسان سے کم نہ تھے۔ ہر ایک کو خندہ پیشانی سے ملنا آپ کا طرہ امتیاز تھا۔ ملنسار طبیعت انہیں ودیعت ہوئی تھی۔ جو شخص ان سے ایک بار مل لیتا زندگی بھر کے لئے آپ کا مداح بن جاتا۔ دینی اجتماعات میں دعوت ملنے پر کبھی انکار نہ کرتے تھے۔ دور دراز کا سفر کرکے خلق خدا کو کلام خدا سنا کر محظوظ کرتے۔ قاری صاحبؒ کو اللہ رب العزت نے لحن داؤدی کی نعمت سے نوازا تھا۔ مصری وحجازی لہجہ میں تلاوت کرتے تو اجتماع پر سکوت کا سماں بندھ جاتا۔ قاری صاحبؒ جس مجلس میں جاتے لوگ انہیں آنکھوں پر بٹھاتے اور وہ دلوں پر حکمرانی کرتے۔ ہر مجلس میں میر مجلس ہوتے تھے۔ حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم سے بیعت تھے۔ آپ کے محبوب مریدوں میں قاری صاحب کا شمار ہوتا تھا۔

قاری محمد صدیق صاحبؒ سے ہمارے مخدوم حضرت قاری ڈاکٹر محمد صولت نواز صاحب نے قرات کا رنگ پکڑا۔ مصر میں حضرت قاری عبدالباسط صاحبؒ کے ہاں جاکر شاگردی اختیار کی اور قاری عبدالباسط صاحب کو فیصل آباد لانے میں کردار ادا کیا۔ قاری عبدالباسط صاحبؒ کا قیام ڈاکٹر صاحب کے ہاں تھا۔ قاری محمد صدیق صاحبؒ کی قاری عبدالباسط صاحبؒ ایسے شہرہ آفاق عالمی قاری سے ملاقات ہوئی جو یادگار تھی۔ دونوں صاحب اپنے فن کے

ماہر تھے۔تب قاری عبدالباسط صاحب بھی قاری محمد صدیق صاحبؒ کی خداداد صلاحیتوں کے معترف ہوئے۔

(آج کل ہمارے مخدوم ڈاکٹر محمد صولت نواز صاحب عارضہ کمر کے باعث صاحب فراش ہیں۔قارئین سے دعا کی اپیل ہے کہ حق تعالیٰ انہیں ختم نبوت کے تحفظ کی خدمات کے صلہ میں صحت کاملہ عاجلہ مستمرہ سے سرفراز فرمائیں۔آمین)

قاری محمد صدیق صاحبؒ اور آپ کے رفقاء اور شاگردوں کی کوشش سے سماعت قرآن کا ذوق حجرہ تدریس سے جلسہ عام کے سٹیج پر منتقل ہوا۔قاری محمد صدیق صاحبؒ کو عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے حق تعالیٰ نے بہت اچھا ذوق دیا تھا۔ختم نبوت کی تمام کانفرنسوں کو اپنی کانفرنس سمجھ کر دعوت کے تکلف کے بغیر تشریف لاتے۔ چناب نگر کی سالانہ ختم نبوت کانفرنس پر تشریف لانا آپ کے معمولات کا حصہ تھا۔جہاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ اپنے شیخ کی زیارت سے سرفراز ہوتے وہاں آخری اجلاس میں تلاوت سے سامعین وحاضرین کو مستفیض کرتے۔فقیر راقم نے عرصہ دوسال سے آپ سے تقاضہ پر تقاضا کیا کہ اپنے قابل اعتماد شاگرد کو تدریس کے لئے چناب نگر مدرسہ ختم نبوت میں متعین فرمائیں۔قابل اعتماد کی شرط ان کے لئے وجہ تلاش بن گئی۔اس لئے کہ وہ اتنے بڑے آدمی تھے کہ ان کے اعتماد پر اترنا ہر کسی شاگرد کے بس میں نہ تھا۔اس سال مدرسہ ختم نبوت چناب نگر سے تین طالب علم ان کی خدمت میں تجوید کے لئے بھجوائے۔لیکن قدرت کو یہی منظور تھا کہ اب وہ آپ کے بڑے صاحبزادہ حضرت مولانا قاری محمد صاحب سے پڑھیں گے۔عرفت ربی بفسخ العزائم!

عرصہ پانچ سال سے دل کی تکلیف نے انہیں گھیرے میں لے لیا۔پرہیز اور ادویات کے استعمال سے انہوں نے معمولات جاری رکھے۔کبھی درس وتدریس میں بیماری کو حائل نہ ہونے دیا۔وفات سے دو دن قبل تک بھی تعلیم جاری رکھی۔پانچ چھ دن سے بوجھ محسوس کررہے تھے۔ڈاکٹر معالج کو چیک اپ کرایا۔انہوں نے سابقہ نسخہ کو جاری رکھنے کا مشورہ دیا۔آخری روز شام کو الائیڈ ہسپتال داخل کرایا گیا۔ڈرپ لگی۔ ہنستے مسکراتے چند گھنٹوں میں قاری کلام اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوگیا۔رات گیارہ بجے کے قریب وصال ہوا۔اگلے دن جمعرات کو گیارہ بجے دارالعلوم میں جنازہ ہوا۔جامعہ دارالعلوم ربانیہ پھلور کے شیخ الحدیث اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی صاحبؒ کے شاگرد رشید حضرت مولانا حافظ نذیر احمد صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔دارالعلوم کے قریبی بڑے قبرستان میاں کالونی میں سپرد خاک ہوئے۔

تدفین کا واقعہ بھی بجائے خود وجہ استعجاب ہے۔حضرت مولانا مفتی زین العابدین صاحبؒ نے ایک دن رفقاء سے میاں کالونی کے قبرستان کے ایک کونہ کے متعلق فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ دارالعلوم کے اساتذہ ہم سب یہاں جمع ہوں۔تاکہ ایک ساتھ اٹھیں۔حضرت قاری نذیر احمد صاحبؒ جو دارالعلوم کے استاذ تھے وہ فوت ہوئے تو اس کونہ میں مدفون ہوئے۔حضرت مفتی زین العابدین صاحبؒ کے انتقال پر مذکورہ خواہش کے پیش نظر قبر تیار کرلی گئی۔لیکن پے درپے اور متواتر شہادتوں کے باعث کہ حضرت مفتی صاحبؒ نے غلام محمد آباد کالونی کے قبرستان میں

شہداء کی قبروں کے ساتھ تدفین کی خواہش کی تھی۔ اس میاں کالونی قبرستان میں تیارشدہ قبر پر مٹی ڈال کر خالی قبر پر قبر کا نشان دیا گیا تھا۔ تاکہ کسی اور استاذ کے لئے جگہ محفوظ رہے۔ اس سے پہلے دارالعلوم کے ایک استاذ کے نوعمر بیٹے غالباً سعید صاحب جو قاری محمد صدیق صاحب سے پڑھنے کے متمنی تھے۔ وہ بیمار ہوئے تو عالم نزع میں کہا کہ میری قبر قاری محمد صدیق صاحبؒ کے ساتھ بنانا۔ حالانکہ قاری محمد صدیق صاحبؒ زندہ سلامت تھے۔ باپ نے بیٹے سے کہا کہ آپ کی مراد قاری نذیر احمد صاحبؒ ہیں جو پہلے فوت ہوگئے ہیں۔ ان کی قبر کے ساتھ آپ کی قبر بنے۔ لیکن اس نے کہا کہ نہیں قاری محمد صدیق صاحبؒ کی قبر کے ساتھ۔ اس وقت اسے عالم نزع کی سختی سے ''بھول گئے'' پر محمول کیا گیا۔ اس بچے کی قبر ایک قبر چھوڑ کر قاری نذیر احمد صاحبؒ کے ساتھ بن گئی۔ جو قبر کی جگہ چھوٹی اسے مفتی صاحبؒ کے لئے تیار کیا گیا۔ لیکن خالی رہ گئی۔ اب قاری محمد صدیق صاحبؒ کے لئے تیارشدہ خالی قبر کو کھولکر آپ کو دفن کیا گیا۔ یوں اس لڑکے کی قبر قاری محمد صدیق صاحبؒ کے متصل قرار پائی۔ اس کی بے قراری کو قرار آ گیا۔

عالم آخرت میں پہلے متمنی شاگرد پہنچا پھر استاذ۔ کیا عجب ہے کہ اب وہاں بھی قرآن مجید کی تدریس کا عمل شروع ہوگیا ہو۔ آپ کے چار بیٹے ہیں۔ دونوں بڑے عالم دین ہیں اور قاری ہیں۔ بڑا بیٹا مولانا قاری محمد تدریس کر رہا ہے۔ اس سے چھوٹا امریکہ میں ہے۔ دو چھوٹے حافظ قاری ہیں اور کتابیں پڑھ رہے ہیں۔

غلامی نہیں چاہئے

بھوک قبول ہے امریکہ کی غلامی نہیں چاہئے
مسلمان زندہ قوم ہے کسی بش کی سلامی نہیں چاہئے

ہم نے ہمیشہ عزت کی زندگی کو ترجیح دی ہے
کسی طاغوتی طاقت سے امداد کی فراہمی نہیں چاہئے

ہم اپنے وسائل پر گزارا کریں گے لیکن
کسی یہود ونصاریٰ کی بیساکھی نہیں چاہئے

جب الوطنی ہمارا شیوہ ایمان ہے
پاک سرزمین پر کسی کفار کی چہل قدمی نہیں چاہئے

ارض مقدس پاکستان زندہ تابندہ رہے گا
کسی دشمن اسلام کی زندہ مردہ ممی نہیں چاہئے

گر اپنا سفینہ گرداب میں سحر! کوئی غم نہیں
کسی غیر ناخدا کی چلتی کشتی نہیں چاہئے

محمد سحر خان

جناب قاری نورالحق قریشی ایڈووکیٹ کا وصال!

حضرت مولانا اللہ وسایا

۱۱ر دسمبر ۲۰۰۵ء بروز اتوار صبح کی نماز کے بعد جناب قاری نورالحق صاحب ایڈووکیٹ ملتان میں وصال فرماگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون!

قاری نورالحق صاحب قریشی کا خاندان کہروڑپکا کا رہائشی ہے۔ کہروڑپکا کی معروف دینی وسماجی شخصیت حضرت مولانا سعید احمد کے ہاں ۲۲ر دسمبر ۱۹۳۷ء کو قاری نورالحق صاحبؒ پیدا ہوئے۔ حفظ وقرات اور سکول کی ابتدائی تعلیم کہروڑپکا میں حاصل کی۔ کالج ووکالت کی تعلیم ملتان میں مکمل کرنے کے بعد ملتان میں پریکٹس شروع کی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر ثانی خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ سے نسبتی فرزند کا شرف حاصل ہوا۔ ملتان میں اچھے ماہر قانون دان ودانشور تھے۔ مختلف قومی اخبارات میں آپ مضامین لکھتے رہتے تھے۔ حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی کی سوانح حیات آپ کی یادگار تصنیف ہے۔ جو اس عنوان پر حرف آخر کا درجہ رکھتی ہے۔ قاری نورالحق صاحبؒ اچھے سلجھے اور منجھے ہوئے سیاستدان تھے۔ آپ نے جمعیت علمائے اسلام کے مرکزی ناظم اعلیٰ مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ سے سیاسی تربیت حاصل کی تھی۔ آپ نے حضرت مفتی صاحبؒ کی سیاسی بصیرت کے حوالہ سے مفتی صاحبؒ کے زمانہ حیات میں کتاب تحریر کی۔ جسے بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔ حضرت مفتی صاحبؒ سے قربتیں آپ کو جمعیت علمائے اسلام میں لے گئیں۔ مجاہد ملت حضرت مولانا سید نیاز احمد گیلانیؒ، خطیب اسلام حضرت مولانا ضیاء القاسمیؒ کی شخصیات نے پنجاب جمعیت علمائے اسلام کے نظامت علیاء کے عہدہ کو خاصہ مقبول عہدہ بنادیا تھا۔ لیکن قاری نورالحق صاحبؒ ایڈووکیٹ جمعیت علمائے اسلام پنجاب کے عہدہ پر کانٹا دار مقابلہ کے بعد فائز ہوگئے۔ اس زمانہ میں ملک کے کونہ کونہ میں آپ نے جمعیت کے پیغام کو پہنچایا۔ تحریک نظام مصطفی میں آپ کی تقریریں شعلہ بار ہوتی تھیں۔ جنرل محمد ضیاء الحق کے زمانہ میں قومی اتحاد فوجی حکومت میں شامل ہوا۔ جمعیت کے حصہ میں بھی چند وفاقی وزارتیں آئیں۔ تب پنجاب جمعیت نے وزارت میں اپنا حصہ مانگا تو قاری صاحبؒ وزارت کے امیدوار قرار پائے۔ لیکن مرکزی جمعیت علمائے اسلام کے لئے مشکل یہ تھی کہ سرحد، بلوچستان جو جمعیت کے ووٹوں کے اعتبار سے گڑھ ہیں ان کو نظرانداز کرنا ممکن نہ تھا۔ دو تین وزارتیں حصہ کی تھیں۔ اس سے تمام صوبوں کو راضی کرنا مشکل تھا۔ یہ معاملہ یہیں رہ گیا۔ قاری صاحبؒ ہمیشہ نہ صرف جمعیت علمائے اسلام بلکہ تمام دینی جماعتوں، مدارس عربیہ کی ترقی کے لئے کوشاں رہے۔

اتحاد بین المسلمین کے داعی اور علمبردار رہے۔ بہت اچھے دوست پرور انسان تھے۔ غریب رفقاء کے کام آنے والے تھے۔ ملنسار نفیس طبیعت تھی۔ جب محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ وزیراعظم بنیں تب قاری صاحبؒ نے پاکستان پیپلز پارٹی کو اپنی شمولیت کے شرف سے نوازا۔ خانقاہ عالیہ دین پور کے مسند نشین ہمارے مخدوم حضرت مولانا میاں سراج احمد دین پوری دامت برکاتہم وزیراعظم کے ایڈوائزر رہے تو اس زمانہ میں قاری نورالحق صاحبؒ کے اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن بننے کی خبریں گشت کرتی تھیں۔ قاری صاحبؒ سرائیکی پارٹی کے بانی ارکان میں سے تھے۔ انتظامی لحاظ سے سرائیکی صوبہ بن جانے کے حق میں تھے۔ لیکن جب اس پارٹی میں سرائیکی لسانی عصبیت کا رنگ دیکھا تو دامن جھاڑ کر علیحدہ ہوگئے۔ آپ کا ڈسٹرکٹ بار کونسل میں بہت احترام تھا۔ ڈسٹرکٹ بار کے صدر رہے۔ عاملہ کے رکن بھی رہے۔

غرض دینی' سیاسی' سماجی تمام تحریکوں میں متحرک رہے۔ آپ نفیس طبیعت اور کھلے دل کی شخصیت تھے۔ سیاست کے اتار چڑھاؤ میں رواداری اور وضع داری کو ہمیشہ قائم رکھا۔ تمام تحریکوں میں ملک وقوم کی خدمت کے لئے پیش پیش رہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام حلقوں میں برابر احترام کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ قاری صاحبؒ اس دور میں بہت غنیمت شخصیت تھے۔ آپ نے بڑی بھرپور زندگی گزاری اور بڑا نام ومقام پایا۔

چند سالوں سے صرف اور صرف اپنے پیشہ سے تعلق تھا۔ بلکہ اس کی بھی بڑی حد تک ذمہ داری اپنے صاحبزادہ اکرام الحق قریشی ایڈووکیٹ کو سونپ دی تھی۔ عمر بھر دنیاداری میں ملوث رہنے کے باوجود عبادت وریاضت بالخصوص خطابت وتلاوت کو معمول بنائے رکھا۔ کھروڑ پکا اپنی خاندانی مسجد کی خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ زندگی بھر تراویح میں قرآن مجید سناتے رہے۔ آخری چند سالوں سے اپنے پوتے کا قرآن تراویح میں خود سنتے تھے۔

صحت بہت اچھی تھی۔ آخری عمر تک کبھی کسی بڑے عارضہ سے دوچار نہیں ہوئے۔ آخری روز صبح معمول کے مطابق مسجد گئے۔ صبح کی نماز باجماعت ادا کی۔ اجتماعی دعا کے بعد انفرادی دعا میں مشغول ہوگئے۔ خوب الحاح وزاری سے اونچی آواز میں دعائیں پڑھتے رہے۔ جونہی دعا ختم کی مصلی پر ہی دراز ہوگئے اور اپنی جان مالک جہاں کو لوٹا دی۔ اتنی خوبصورت وحسین موت آئی جو قابل رشک ہے۔

اسی دن مغرب کے بعد جنازہ ہوا جو ملتان کے بڑے جنازوں میں سے ایک تھا۔ جلال باقری قبرستان میں امیر شریعت حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے قدموں کی جانب اپنی اہلیہ محترمہ کے متصل قبر کے لئے جگہ نصیب ہوئی۔ زندگی' موت' جنازہ اور قبر سب قابل رشک ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی آخرت کو بھی قابل رشک بنادیں اور ان کی اولاد کو اپنی رحمتوں سے سرفراز فرمائیں۔ آمین!

مرزا غلام احمد قادیانی کی مناظرہ بازی!

حاجی اشتیاق احمد

1857ء کی جنگ آزادی میں مسلمانوں' ہندوؤں اور سکھوں نے مل کر انگریز کا مقابلہ کیا تھا۔ تینوں قومیں چاہتی تھیں کہ کسی طرح انگریز کو اپنے ملک سے نکال باہر کریں۔ انگریز نے اس جنگ آزادی کو غدر (دھوکے) کا نام دیا۔ اس جنگ کی مرزا قادیانی کے حوالے سے خاص بات یہ تھی کہ اس کے باپ نے اپنی طاقت سے بڑھ کر انگریز حکومت کا ساتھ دیا تھا۔ پچاس گھوڑے اور سوار مہیا کئے تھے اور یہ بات ہم اپنی طرف سے نہیں لکھ رہے بلکہ خود مرزا قادیانی نے اپنی کتاب میں لکھی ہے۔ ویسے تو یہ پوری داستان جو آپ پڑھ رہے ہیں ہم مرزا قادیانی کی کتب ہی سے ترتیب دے رہے ہیں۔ انگریزوں کی خدمات سرانجام دینے والے مسلمانوں کے خیرخواہ تو نہیں تھے۔ ان حالات میں اس نے نبوت کا دعویٰ کیا تو اس پر صرف حیرت ہی ظاہر کی جاسکتی ہے۔

مرزا قادیانی نے اٹھارہ سال تک انگریز کی خدمت کی۔ اپنے قلم سے ان کی تعریف پر تعریف کی۔ ان کی تعریف میں کتابیں لکھیں۔ اس سلسلے میں دو کتابیں تحفہ قیصریہ اور ستارہ قیصریہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان کتابوں میں انگریز کی تعریف میں زمین وآسمان ایک کردیئے۔ اس طرح انگریز حکومت نے یہ جان لیا کہ یہ خاندان تو واقعی ان کا وفادار ہے۔ ان کا جاں نثار ہے اور ان کے لئے کچھ بھی کرسکتا ہے۔ لہٰذا انگریز حکومت نے سوچا کہ اس خاندان کے ذریعے مسلمانوں کی پیٹھ میں چھرا گھونپا جاسکتا ہے۔ ادھر مرزا قادیانی مالی پریشانیوں میں مبتلا تھا۔ انگریز نے اسے مالی سہارا دے کر اپنی مرضی کے مطابق کام لینے کی سوچی۔ لہٰذا اسے اشارہ دیا گیا کہ وہ نبی بننے کی تیاری شروع کردے۔

چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی نے غیرمسلموں سے مناظرہ بازی شروع کی۔ پہلے ہندوؤں سے چھیڑ چھاڑ شروع کی۔ پھر عیسائیوں سے مقابلہ بازی کی۔ اس طرح مرزا قادیانی لوگوں میں مشہور ہونے لگا اور زیادہ مشہور ہونے کے لئے وہ لوگوں کو اپنے عجیب وغریب خواب سنانے لگا۔ لوگوں کو ان کے خوابوں کی تعبیر بتانے لگا۔ خود لوگوں سے پوچھا کرتا تھا کہ تم نے کوئی خواب دیکھا ہو تو سناؤ۔ میں اس کی تعبیر بتاؤں گا۔ اس دوران مرزا قادیانی نے ایک کتاب لکھنے کا پروگرام بنایا۔ اس سلسلے میں اسے لاہور جانا پڑا۔ لاہور میں ان دنوں ایک ہندو پنڈت دیانند کی بہت شہرت تھی۔ وہ مسلمانوں سے مناظرے کیا کرتا تھا۔ لاہور پہنچ کر مرزا قادیانی نے مناظروں کا یہ حال دیکھا تو اس نے نعرہ لگادیا کہ: ''ہے کوئی جو مجھ سے مناظرہ کرے۔''

یہ اس زمانے کی بات ہے جب مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔ نہ نبوت اور وحی کی بات کی تھی۔

اس لئے مسلمان اس کے نعرے سن کر بہت خوش ہوئے۔ کیونکہ لوگ پنڈت دیانند اور چند عیسائی پادریوں کے ہذیان، جھوٹ اور فریب کاریوں سے بہت تنگ آئے ہوئے تھے۔ کیونکہ ان مناظروں میں عیسائی پادری بھی کود پڑے تھے۔

اس مناظرے بازی سے مرزا قادیانی نے کچھ شہرت حاصل کی اور پھر قادیان چلا گیا۔ اب اس نے ایک کتاب لکھنے کا اعلان کیا اور یہ اعلان بھی کیا کہ وہ اس کتاب کی پچاس جلدیں لکھے گا۔ اس سلسلے میں لوگوں سے چندے کی اپیل کی گئی۔ بے تحاشا چندہ جمع کیا گیا۔ کتاب کے بارے یں لکھا گیا کہ قرآن مجید کے مطابق لکھی جائے گی اور اس کے مطالعے سے غیر مسلم اسلام قبول کریں گے۔ اس اعلان کی بنیاد پر لوگوں نے بڑھ چڑھ کر چندے دیئے۔ ایک اعلان مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ کیا کہ جو اس کتاب کے دلائل کو توڑے گا' اسے دس ہزار روپے دیئے جائیں گے۔ اب تو چاروں طرف سے چندہ آنے لگا۔

کتاب کی اشاعت سے پہلے ہی کتاب کی قیمت مقرر کر دی گئی۔ اس میں بھی کئی بار تبدیلی کی گئی۔ پہلے پانچ روپے قیمت رکھی۔ پھر دس روپے۔ اس کے بعد پچیس روپے۔ جبکہ لوگوں سے پچیس کی بجائے سو سو روپے وصول کئے گئے۔ مرزا قادیانی نے اس کتاب کے اشتہار پر اشتہار شائع کئے۔ خوب پروپیگنڈہ کیا۔ آخر کتاب کے چار حصے شائع کئے گئے۔ کتاب کا نام براہین احمدیہ رکھا۔ لوگ باقی جلدوں کا انتظار کر رہے تھے۔ کیونکہ انہوں نے قیمت ادا کر رکھی تھی۔ لیکن ایک مدت تک کوئی اور جلد شائع نہ ہوئی۔ پہلا اور دوسرا حصہ 1880ء میں شائع ہوا تھا۔ تیسرا حصہ 1882ء میں اور چوتھا 1884ء میں شائع ہوا۔ اس لحاظ سے پانچواں حصہ 1888ء میں آ جانا چاہئے تھا۔ لیکن پانچواں حصہ مرزا قادیانی نے اپنی عمر کے آخری حصے میں یعنی 23 سال بعد شائع کیا۔

دعویٰ یہ تھا کہ اس کتاب کے پچاس حصے لکھوں گا۔ جبکہ صرف پانچ حصے لکھے گئے۔ جب لوگوں نے اعتراض کیا کہ مرزا صاحب! آپ نے اعلان تو کیا تھا کہ پچاس حصے لکھیں گے۔ جبکہ لکھے صرف پانچ ہیں۔ یہ کیا بات ہوئی بھلا۔ کیا ایک مسلمان کو یہ بات زیب دیتی ہے کہ وہ کہے کچھ اور کرے کچھ۔ پھر اس کتاب کے سلسلے میں آپ نے بے تحاشا چندہ وصول کیا ہے۔ لوگوں نے وہ چندہ پچاس جلدوں کے حساب سے آپ کو بھیجا تھا۔ لہذا یہ کیا بات ہوئی۔ اس کا جو جواب مرزا قادیانی نے دیا وہ بھی مرزائیت کی پوری طرح عکاسی کرتا ہے۔ اس نے براہین احمدیہ کے پانچویں حصے کے دیباچے میں لکھا کہ:

''پہلے پچاس لکھنے کا ارادہ تھا۔ مگر پچاس سے پانچ پر اکتفا کیا گیا اور چونکہ پچاس اور پانچ میں صرف ایک نقطے کا فرق ہے۔ اس لئے پانچ حصوں میں وہ وعدہ پورا ہو گیا۔''

آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ مرزا قادیانی کے یہ الفاظ آج بھی اس کتاب کے دیباچے میں موجود ہیں۔ عقل سے پیدل لوگ اسے پھر بھی نبی مانتے ہیں جس نے یہ لکھا کہ پچاس اور پانچ میں ایک نقطے کا فرق ہے۔ گویا پچاس

جلدیں اور پانچ جلدیں برابر ہیں۔ اس میں کوئی فرق نہیں۔ ہمارا مشورہ ہے کہ مرزائیوں سے ہرگز لین دین نہ کریں۔ ورنہ آپ کے ہاتھ میں پانچ کا نوٹ تھما کر کہیں گے کہ:

''لو بھئی پچاس روپے...... پانچ میں اور پچاس میں بس ایک نقطے ہی کا تو فرق ہے۔''

نبوت کا دعویٰ کرنے سے پہلے مرزا قادیانی نے یہ نعرہ لگایا کہ: ''میں مجدد ہوں اور محدث بھی ہوں۔''

اس نے یہ نعرہ 1889ء میں لدھیانہ میں بلند کیا۔ مجدد دین میں نئی روح پھونکنے والے کو کہتے ہیں۔ حدیث کی روشنی میں ہر سو سال بعد مجدد پیدا ہوتے ہیں۔ وہ لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنتے ہیں۔ مرزا قادیانی نے جب یہ دعویٰ کیا کہ میں مجدد ہوں اور محدث بھی ہوں تو اس کے اس دعوے کو سب سے پہلے حکیم نورالدین نے تسلیم کیا۔ یعنی اس نے مرزا قادیانی کو مجدد مان لیا اور محدث بھی۔ حکیم نورالدین کے بارے میں بھی سن لیجئے۔ جس زمانے میں مرزا قادیانی سیالکوٹ کی کچہری میں نوکری کرتا تھا انہی دنوں وہاں اس کی ملاقات حکیم نورالدین سے ہوئی تھی۔ مرزا قادیانی نے عیسائیوں اور ہندوؤں کو جو مناظرے کے چیلنج دیئے تو اس کی شہرت حکیم نورالدین تک پہنچی۔ اس نے مرزا قادیانی سے ملاقات کی۔ اس طرح دونوں ایک دوسرے کے قریب آ گئے۔ مرزا قادیانی نے جب براہین احمدیہ کی اشاعت کے سلسلے میں اعلانات کئے تو حکیم نورالدین نے اخراجات اپنے ذمے لینے کا اعلان کیا۔ حکیم نورالدین نے دراصل مرزا قادیانی کو اپنا پیر مان لیا تھا۔ جب اس نے مجدد اور محدث ہونے کا دعویٰ کیا تو سب سے پہلے حکیم نورالدین نے اس کے دعوے کو مانا۔ گویا اس نے مرزا کو مجدد اور محدث مان لیا۔ اب مرزا قادیانی مجدد کی حیثیت سے لوگوں کو اپنا مرید بنانے لگا۔ مرید بننے کی کچھ شرائط تھیں۔ ایک شرط یہ تھی کہ وہ ہمیشہ انگریزوں کا وفادار رہے گا۔ گویا مرزا قادیانی کا مرید بننے کے لئے انگریز کا وفادار ہونا لازمی شرط تھی۔ کیا یہ بات عجیب ترین نہیں اور اس پر غور کیا جائے تو کیا یہ بات واضح نہیں ہو جاتی کہ یہ سب کچھ انگریز کے اشارے پر ہو رہا تھا۔ پھر مرزا قادیانی کا یہ اعلان سامنے آیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی ایک کتاب میں لکھا کہ: ''محدث ایک طرح سے نبی ہی ہوتا ہے۔''

اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے نبی بننے کا پروگرام پہلے ہی ترتیب دے لیا تھا۔ بلکہ اس نے کیا ترتیب دیا تھا انگریز نے ترتیب دے کر پروگرام اس کے ہاتھ میں تھما دیا تھا کہ اس طرح آگے بڑھنا ہے۔ لہٰذا پہلے کہا کہ میں مجدد ہوں۔ میں محدث ہوں۔ پھر کہا محدث ایک طرح سے نبی ہوتا ہے۔ ایک ایک قدم آگے اٹھانے کا مطلب یہ تھا کہ اندازہ ہو جائے کہ لوگ کس حد تک مخالفت کرتے ہیں اور مخالفت ہوئی۔ لیکن حکومت انگریز کی تھی۔ انگریز کی حکومت نے مرزا قادیانی کی مدد بھی کی اور حفاظت بھی۔ اس لئے مرزا قادیانی اپنا کام جاری رکھنے میں ناکام نہیں ہوا۔ کام جاری رہا۔ پھر 1891ء میں مرزا قادیانی نے ایک اور اعلان کیا۔ اعلان یہ تھا کہ: ''میں مثیل مسیح ہوں۔''

یعنی میں سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسا ہوں یا سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نمونہ ہوں۔ پھر مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ازالہ اوہام میں واضح طور پر لکھا کہ میں مسیح موعود نہیں ہوں۔ یعنی میں وہ عیسیٰ نہیں ہوں جس کی

آمد کا وعدہ کیا گیا ہے۔ بلکہ میں تو صرف مثیل مسیح ہوں۔ لیکن اس کے فوراً بعد اپنی کتابوں میں لکھا کہ: ’’میں ہی وہ مسیح موعود ہوں اور یقیناً سمجھ لو کہ نازل ہونے والا ابن مریم یہی ہے۔‘‘

اب ترتیب ملاحظہ ہو۔ میں مجدد ہوں۔ میں محدث ہوں۔ میں مثیل مسیح ہوں۔ میں مسیح موعود ہوں۔ یعنی ابن مریم ہوں۔ مطلب یہ کہ میں ہی عیسیٰ ابن مریم ہوں اور پھر اس نے 1891ء میں اپنی ایک کتاب میں لکھا کہ:

’’میں آسمان سے اترا ہوں۔ ان پاک فرشتوں کے ساتھ جو میرے دائیں بائیں تھے۔‘‘

لیجئے! اب مرزا قادیانی آسمان سے نازل ہوگیا۔ حالانکہ وہ چراغ بی بی کے پیٹ سے نکلا تھا۔ چراغ بی بی کا گھریلو نام گھسیٹی تھا۔

اب لوگوں کی آنکھیں کھلیں۔ علمائے کرام چونکے کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ کس قسم کے دعوے ہیں۔ چنانچہ مرزا قادیانی کی مخالفت شروع ہوگئی۔ اعتراضات شروع ہوئے۔ لوگوں نے مرزا قادیانی پر پہلا اعتراض یہ کیا کہ احادیث کی رو سے سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے نازل ہوں گے تو دو زرد رنگ کی چادریں اوڑھے ہوں گے۔ مرزا قادیانی نے فوراً اس کا جواب گھڑ دیا۔ اس نے لکھا کہ:

’’میں ہمیشہ بیمار رہنے والا آدمی ہوں۔ وہ زرد رنگ کی دو چادریں جن کا ذکر احادیث میں ہے کہ ان میں مسیح علیہ السلام نازل ہوں گے۔ دراصل دو بیماریاں ہیں۔ ایک چادر میرے اوپر کے حصے میں ہے کہ ہمیشہ سر درد بے خوابی تشنج دل کی بیماری دورے کے ساتھ آتی ہے اور دوسری چادر میرے نچلے بدن میں ہے۔ وہ شوگر کی بیماری ہے۔ مجھے اکثر سو سو مرتبہ ایک رات دن میں پیشاب آتا ہے۔‘‘

آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ مرزا قادیانی نے حدیث کے الفاظ سے کیا معنی گھڑے ......! لیکن معاملہ یہاں تک نہیں رہا۔ 1901ء میں اس نے آخرکار نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ پہلی مرتبہ نبوت کا اعلان کرنے کے لئے کس طرح ڈرامہ رچایا گیا۔ ملاحظہ فرمائیں:

مرزا قادیانی کی مسجد میں مولوی عبدالکریم قادیانی جمعہ کی نماز کا خطبہ دیا کرتا تھا۔ ایک جمعہ کے خطبے میں اس نے مرزا قادیانی کے لئے نبی اور رسول کے الفاظ استعمال کئے۔ ان الفاظ کو سن کر لوگ حیران ہو کر تلملائے۔ خطبہ ختم ہوا۔ نماز ہو چکی تو لوگوں کے سامنے عبدالکریم قادیانی نے مرزا قادیانی کے کپڑے پکڑ کر کہا کہ: ’’جناب! اگر میں غلط ہوں اور میں نے غلط الفاظ منہ سے نکالے ہیں تو درست فرمائیں۔‘‘ اس پر مرزا قادیانی اٹھ کھڑا ہوا اور بولا کہ:

’’مولوی صاحب! ہمارا بھی یہی مذہب ہے اور دعویٰ ہے جو آپ نے فرمایا ہے۔‘‘

صاف ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی نے مولوی عبدالکریم قادیانی کے منہ سے خود اپنی نبوت کا اعلان کروایا تھا۔ یہ سب کچھ سوچے سمجھے منصوبے کے مطابق ہوا تھا۔ اب نبوت کے دعوے کے بعد ضرورت تھی نبوت کا ثبوت پیش کرنے کی۔ مرزا قادیانی نے یہ کام بھی بڑے انوکھے انداز سے کیا۔ لوگوں سے ایسے ایسے جھوٹ بولے کہ آسمان بھی شرما جائے۔

قادیانیوں کی سرگرمیاں بند کی جائیں!

﴿مولانا فقیر محمد فیصل آباد﴾

قادیانی اور لاہوری مرزائیوں کو آئینی وقانونی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا جاچکا ہے اور 7 ستمبر 1974ء کو آئینی ترمیم کی روشنی میں 26 اپریل 1984ء کو قانون سازی کرتے ہوئے قادیانی غیر مسلموں کی اسلام دشمن سرگرمیوں کی روک تھام کے لئے امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کیا گیا۔ اس کے مطابق تعزیرات پاکستان کی دفعہ کا اضافہ کیا گیا جس کی سزا تین سال قید بامشقت جرمانہ مقرر ہے۔ جس کی خلاف ورزی پر غیر مسلم قادیانیوں مرزائیوں کے خلاف مقدمات چلائے جاتے ہیں۔ جبکہ قادیانیوں کی اصل حقیقت درج ذیل ہے۔

انگریز سامراج نے 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد جہاد کو حرام قرار دینے کے لئے قادیان ضلع گورداسپور تحصیل بٹالہ کے ایک وفادار شخص مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی بنایا تھا۔ جس نے سب سے پہلے انگریزوں کے خلاف جہاد کو حرام قرار دیا۔ اس طرح انگریز نے سرکاری مطلب براری کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کو سرکاری نبی بنا کر اس کا تحفظ کیا تھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا اور بیعت لینے کا کام شروع کیا۔ ایک غلطی کا ازالہ کے مطابق 1901ء میں مرزا قادیانی نے محمد رسول اللہ ہونے کا دعویٰ کیا۔ جبکہ 1908ء میں جعلی نبی ہیضہ اور دستوں کی مرض میں مبتلا ہوکر مرگیا۔ اس کی لاش کو انگریز سامراج نے اپنی حفاظت میں ریل گاڑی کے ذریعے لاہور سے قادیان لے جاکر زمین میں دبادیا تھا۔ مرزا قادیانی کے مرنے کے بعد قادیان میں منارۃ المسیح بنایا گیا۔ جبکہ جعلی نبی کی موت لاہور برانڈرتھ روڈ احمدیہ بلڈنگ میں ہوئی۔

ہندوستان کے تمام فرقوں کے علمائے کرام نے انگریز کے خلاف بھرپور جہاد کیا اور مرزا غلام احمد قادیانی کی جعلی نبوت کا پردہ چاک کیا۔ ملک پاکستان جس کے لئے عظیم جانی اور مالی قربانیاں دی گئیں اور انگریز کو 14 اگست 1947ء کو اپنا بوریا بستر باندھ کر لندن بھاگنے پر مجبور کردیا اور پاکستان معرض وجود میں آیا۔ جبکہ ہندوستان کی تقسیم کے نقشہ میں ضلع گورداسپور کی تحصیل بٹالہ جس میں قادیان شامل تھا پاکستان میں شامل ہوگئی تھی۔ جس کے خلاف مرزائیوں نے ظفر اللہ خان قادیانی کی معرفت انگریز وائسرائے لارڈ مونٹ بیٹن کو ایک درخواست دی کہ قادیانی الگ قوم ہیں۔ اس لئے ان کی مردم شماری کرائی جائے جس پر قادیانی دو فیصد پائے گئے اور انچاس فیصد ہندو تھے۔ اگر کشمیر پاکستان میں داخل ہوجاتا تو مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ الہام بھی جھوٹ ہوجاتا۔ جبکہ سری نگر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کوئی قبر نہیں۔ دوسرے بے شمار جھوٹے الہاموں کی طرح یہ الہام بھی سفید جھوٹ ہے۔

اس کے بعد قادیانی مرزا بشیر الدین محمود مرتد کی قیادت میں پاکستان آئے اور جھوٹے کلیم دے کر جائیدادیں

حاصل کیں۔ جبکہ قادیان بھارت کی جائیداد بھی قادیانی جماعت کے پاس رہی۔ بعد ازاں 22 جون 1948ء کو انگریز گورنر پنجاب فرانسس موڈی نے اپنے خود کاشتہ پودے جھوٹے نبی کی اولاد کو ضلع جھنگ کی تحصیل چنیوٹ کے قصبہ چھنی ڈگھیاں میں 1033 ایکڑ سات کنال آٹھ مرلے جگہ دریائے چناب کے کنارے حاصل کی اور اس کا نام ربوہ رکھا۔ اس طرح قادیانیوں نے اپنی الگ ریاست بنالی اور اسرائیل کی طرز پر وزارتیں' نظارتیں بنائیں۔ قومی اسمبلی کی متفقہ قرارداد پر 1974ء کو قادیانی اور لاہوری گروپوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا جس کے بعد قادیانیوں نے خود کو غیر مسلم تسلیم نہ کرتے ہوئے ووٹ نہ بنوائے۔ اس لئے چناب نگر (سابقہ ربوہ) ٹاؤن کمیٹی کے انتخابات میں حصہ نہ لے سکے اور آج تک جان بوجھ کر ووٹ نہ بنانے کی وجہ سے چناب نگر کے بلدیہ کے انتخابات میں حصہ نہیں لیتے۔

جبکہ چناب نگر اور پاکستان کے دیگر شہروں میں رہنے والے قادیانی غیر مسلموں نے اپنی اسلام دشمن اور غیر قانونی سرگرمیوں میں بہت اضافہ کر دیا اور مسلمانوں کو مشتعل کرنا شروع کر دیا جس پر 1984ء میں پھر ختم نبوت تحریک چلائی گئی اور 26 اپریل 1984ء کو صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم نے امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کیا جس کے تحت قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں پر پابندی لگا دی گئی اور قادیانیوں کو خود کو مسلمان ظاہر کرنے اور قادیانی مذہب کی تبلیغ وتشہیر کرنے پر تعزیرات پاکستان میں ترمیم کر کے زیر دفعہ 298 سی کے تحت تین سال قید بامشقت اور جرمانہ کی سزا مقرر کر دی اور اپنی عبادت گاہ کو مسجد کہنے اور مسلمانوں کی طرح اذان دینے پر بھی زیر دفعہ 298 بی تعزیرات پاکستان یہی سزا نافذ کی۔ اس کے علاوہ صحابہ کرامؓ اور امہات المومنینؓ کے القابات استعمال کرنے کی سزا مقرر کر دی۔ اس آرڈیننس کو قادیانیوں نے ہائی کورٹ' سپریم کورٹ اور وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کیا۔ مگر وہاں بھی قادیانیوں کی رٹ درخواستیں خارج ہو گئیں تھیں۔ جبکہ قادیانیوں کے صد سالہ جشن پر پابندی کو بھی جائز قرار دیا تھا۔ اس آرڈیننس کو آٹھویں ترمیم کے ذریعہ آئین کا حصہ بنا دیا گیا۔ جبکہ قادیانی جماعت کا سابقہ سربراہ مرزا طاہر قادیانی غیر مسلم آنجہانی اس آرڈیننس کے نفاذ کے بعد یکم مئی 1984ء کو بھیس بدل کر چوری چھپے پاکستان سے بھاگ کر لندن اپنے آقاؤں کے ہاں چلا گیا اور وہیں مرا اور وہیں دفن ہوا۔

7 ستمبر 1974ء کو قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے بعد ربوہ حال چناب نگر کو کھلا شہر قرار دیا گیا اور مولوی فقیر محمد کی تحریری درخواست پر محکمہ ہاؤسنگ سرکل فیصل آباد نے 1976ء میں چناب نگر میں پچاس ایکڑ رقبہ پر مسلمانوں کی آبادکاری کے لئے ایک رہائشی ہاؤسنگ سکیم تیار کی۔ اس میں مسلمانوں کو آباد کیا گیا اور اس کا نام مسلم کالونی رکھا گیا۔ اس کالونی میں نو کنال کے پلاٹ پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان نے ایک عالی شان وسیع وعریض خوبصورت ختم نبوت جامع مسجد تعمیر کی۔ جبکہ فقیر محمد کی تحریری درخواست پر چار فروری 1999ء کو ربوہ کا نام تبدیل کر کے چناب نگر رکھا گیا جو پہلے نواں قادیان رکھا گیا تھا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ قادیانی فتنہ کے مکمل خاتمہ کے لئے مرتد کی شرعی سزا کا قانون جلد نافذ کیا جائے اور قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے الگ کیا جائے۔ بصورت دیگر قادیانیوں کو ملک بدر کر دیا جائے۔

دامن حق اور دامن باطل!

☆ جناب سید محمد اکبر شاہ ☆

یہ دنیا جب سے بنی ہے تب سے اس میں دو جماعتیں آئی ہیں۔ ایک حق کی اور ایک باطل کی۔ اگر حق حضرت آدم علیہ السلام کی صورت میں آیا تو باطل ابلیس کی صورت میں آیا۔ اگر حق حضرت ابراہیم علیہ السلام کی صورت میں آیا تو باطل نمرود کی صورت میں آیا۔ اگر حق حضرت موسیٰ علیہ السلام کی صورت میں آیا تو باطل فرعون کی صورت میں آیا۔ اگر حق حضرت محمد عربی ﷺ کی صورت میں آیا تو باطل ابوجہل کی صورت میں آیا۔

قادیانی! یہ وہ ناسور فتنہ ہے جس کے بارے میں حضرت علامہ محمد انور شاہ کاشمیریؒ فرماتے تھے کہ میں نے چودہ سو سالہ اسلام کی تاریخ کا مطالعہ کیا ہے۔ مگر قادیانیت سے بڑا فتنہ مجھے کہیں نظر نہیں آیا۔ کیا وجہ ہے کہ اکابرین نے مسئلہ ختم نبوت کی خاطر دن رات ایک کر دیئے کہ امت اس فتنہ قادیانیت کو سمجھ لے۔ مسلمان بنتا ہے کلمے پر۔ اس کلمے کے دو جز ہیں۔ ایک اللہ کی وحدانیت کا اور دوسرا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا۔ توحید کتنی بڑی ہے جو اللہ کے ساتھ اس کی مخلوق کو شریک کرے وہ مشرک۔ معنی یہ کہ توحید کے بغیر کوئی عمل قبول نہیں۔ چاہے وہ بیت اللہ میں نمازیں پڑھے روزے رکھے ہر نیک عمل کرے۔ مگر کیا وجہ ہے کہ اس کے یہ عمل اللہ پاک کی بارگاہ میں قبول نہیں ہوتے۔ وجہ یہ ہے کہ یہ اس کلمے کے پہلے جز کا انکار کر رہا ہے جس کے معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اکیلا ہے اللہ۔ یہ تو ہوا کلمے کا پہلا حصہ۔ اب دوسرا حصہ ہے رسالت کا۔ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

دیکھئے کسی نبی کو کلمہ ملا۔ حضرت آدم علیہ السلام کو صفی اللہ حضرت نوح علیہ السلام کو نجی اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اللہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلیم اللہ۔ مگر جب یہ انبیائے کرام علیہم السلام دنیا سے رخصت ہوئے تو ان کے دور کی شریعت بھی اور ان کے کلمے کی تختی بھی ختم ہوئی۔ جب باری آئی خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کی تو اعلان ہوا جہاں جہاں اللہ کی وحدانیت کا اقرار ہوگا وہاں وہاں حضرت محمد ﷺ کی رسالت کا اعلان ہوگا۔ جہاں اللہ کی توحید کا اقرار ہوگا وہاں حضرت محمد ﷺ کی ختم نبوت کا اقرار ہوگا۔ جیسے اللہ پاک اپنے ساتھ شریک کرنے والے کو پسند نہیں کرتے۔ اسی طرح اپنے محبوب حضرت محمد ﷺ کی ختم نبوت کو نہ ماننے والے کو بھی پسند نہیں کرتے۔ یہ اعلان ہے قیامت تک آنے والے انسان کے لئے کہ جب تک حضرت محمد ﷺ کی رسالت اور ختم نبوت کے قائل ہو تو تمہارا عمل قبول ہے۔ اگر منکر ہو تو مردود ہے۔ قادیانیو! اللہ رب العزت کی قسم! اگر قیامت کے دن سکہ چلے گا تو ختم نبوت کا چلے گا۔ اگر اعمال تلیں گے تو حضرت محمد ﷺ کی رسالت پر ایمان والوں کے تلیں گے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی جھوٹی نبوت تمہیں یہاں بھی خسارے میں ڈال چکی ہے اور آخرت میں تو یقینی خسارہ ہے۔ آؤ حضرت محمد ﷺ کی ختم نبوت کا اقرار کرلو۔ اللہ کی قسم! جو دامن مصطفیٰ ﷺ میں مزہ ہے وہ کسی جھوٹے کانے نبی کے دامن میں نہیں۔

بقیہ: صفحہ 37 پر

جماعتی سرگرمیاں!

ادارہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پشاور کے زیر اہتمام احتجاجی جلسہ

قادیانی غیر مسلم اقلیت کے افراد کی اس حرکت جس کے ذریعہ انہوں نے نومسلم خالد کو دوبارہ مرتد بنایا آچینی پایان اور اس سے ملحقہ علاقہ کے مسلمانوں نے ردعمل کے طور پر رنگ روڈ پر واقع پمپ کے وسیع کھلے میدان میں ایک عظیم الشان تاریخی احتجاجی جلسہ کیا جس میں مقامی علمائے کرام کی قیادت میں ہزاروں مسلمانوں نے شرکت کی۔ پنڈال میں ہر طرف تحفظ ختم نبوت کے متعلق اور قادیانی کے ارتدادی پرچار کرنے کے خلاف دور دور تک بینرز لگائے گئے تھے۔ جلسہ کے اعلان کے بعد قادیانیوں نے مختلف طریقوں سے جلسہ بند کرانے کی کوششیں کی اور درخواستوں کے ذریعہ انتظامیہ کو یہ تاثر دیتے رہے کہ مسلمان جلسہ کے بعد ہم پر حملہ کر کے قتل ولوٹ مار کریں گے۔ اس وجہ سے مقامی انتظامیہ نے اپنے ذرائع استعمال کر کے مختلف طریقوں سے مکمل تحقیق اور علمائے کرام اور معززین علاقہ کے مثبت انداز میں پرامن طریقہ سے احتجاجی پروگراموں سے اندازہ لگایا کہ مسلمان کسی بھی قسم کا شروفساد نہیں چاہتے۔ مسلمان اپنی جدوجہد ہر قیمت پر پرامن چاہتے ہیں۔ نقص امن کا کوئی خطرہ نہیں۔ جلسہ سے دو روز قبل قادیانیوں نے خالد کو پولیس کے سپرد کر دیا۔ جلسہ حسب اعلان صبح آٹھ بجے تلاوت قرآن حکیم سے شروع ہوا جو دو بجے ظہر کی نماز تک جاری رہا۔ (جلسہ کی تفصیلی رپورٹ آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں۔)

قرآن پاک کی بے حرمتی کے مرتکب افراد کو گرفتار کیا جائے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوئٹہ کے امیر حضرت مولانا عبدالواحد نے سانگلہ ہل میں قرآن پاک کی بے حرمتی کے واقعات کی شدید مذمت کی اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ شعائر اسلام کی توہین کرنے والے مجرموں کو گرفتار کر کے کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔ دفتر ختم نبوت کوئٹہ میں ایک بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے حضرت مولانا نے کہا کہ اسلام امن کا داعی ہے۔ ایک مسلمان اپنے مذہبی تصورات اور قرآنی تعلیمات کی روشنی میں سب سے زیادہ امن پسند ہوتا ہے۔ اسلام نے تمام مسلمانوں کی جان و مال اور عزت و آبرو کے تحفظ کے لئے مستقل قوانین وضع کئے ہیں۔ اسلام نے دوسرے مذہب کے مقدس مقامات کے احترام کا درس دیا ہے۔ حضرت مولانا نے کہا کہ سانگلہ ہل کے سانحہ میں اگر قرآن مجید اور دوسری دینی کتب کی توہین کرنے والے ملزموں کو گرفتار کر لیا جاتا تو یہ سانحہ نہ ہوتا۔ اس کا ردعمل فطری ہے۔ حضرت مولانا عبدالواحد نے کہا کہ مختلف سیاسی رہنما اور این جی اوز ردعمل کے واقعات کی مذمت کر رہی ہیں۔ لیکن توہین قرآن پر ایک لفظ کہنا گوارا نہیں کر رہی ہیں۔

حضرت مولانا عبدالواحد کی گرفتاری اور رہائی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوئٹہ کے صوبائی امیر حضرت مولانا عبدالواحد کو لاؤڈ سپیکر ایکٹ کی خلاف ورزی پر گرفتار کرنے کے بعد رہا کر دیا گیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں حضرت مولانا قاری انوار الحق‘ حضرت مولانا قاری عبداللہ منیر‘ حضرت مولانا قاری عبدالرحیم رحیمی‘ شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد شفیع نیاز‘ جناب حاجی تاج محمد فیروز‘ جناب حاجی خلیل الرحمٰن‘ جناب حاجی نعمت اللہ‘ جناب حاجی زاہد رفیق‘ جناب حاجی عارف‘ جناب حاجی محمد بابر‘ جناب محمد نواز‘ جناب حاجی سجاد اور جناب خادم حسین گجر نے حضرت مولانا کی گرفتاری پر مذمت کی۔

حضرت مولانا عبدالحکیم نعمانی کا تبلیغی دورہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چیچہ وطنی کے مبلغ حضرت مولانا عبدالحکیم نعمانی گزشتہ دنوں ساہیوال اور پاکپتن کے دورہ پر تشریف لے گئے۔ جامع مسجد بلال‘ جامع مسجد الحبیب‘ جامع مسجد غلہ منڈی‘ مدرسہ حنفیہ فریدیہ‘ مدرسہ عثمانیہ فریدیہ چن پیر اور مدرسہ عربیہ فاروقیہ سمیت متعدد مقامات اور مساجد و مدارس میں مختلف اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے حضرت مولانا نے علمائے کرام اور طلباء پر عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت کو واضح کیا۔

چناب نگر میں قادیانیوں کی سرگرمیوں کا نوٹس لیا جائے

چناب نگر اور گردونواح میں قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی کفریہ سرگرمیوں کا فوری نوٹس لیا جائے۔ دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں علمائے کرام کا اجلاس منعقد ہوا جس میں حضرت مولانا غلام حسین‘ حضرت مولانا غلام مصطفیٰ‘ حضرت مولانا محمد اسماعیل‘ حضرت مولانا محمد صابر‘ حضرت مولانا عابد حسین‘ حضرت مولانا سیف اللہ خالد‘ جناب قاری محمد یوسف‘ جناب قاری عبدالجلیل اور جناب قاری طالب حسین سمیت دیگر کئی علمائے کرام نے شرکت کی۔ علمائے کرام نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ امتناع قادیانیت آرڈیننس پر فوری عمل درآمد کرایا جائے۔ سول ہسپتال میں مسلم طلباء کے خلاف درج ہونے والے مقدمات کو خارج کیا جائے۔ سول ہسپتال ہیڈ کوارٹر چنیوٹ سے قادیانی ڈاکٹر عمران خان اور قادیانی نواز ڈاکٹروں کو فوری طور پر تبدیل کیا جائے۔ چنیوٹ میں قادیانیوں کی طرف سے پیٹرول پمپ بنانے کی سازش کو ناکام بنا کر اجازت نامہ منسوخ کیا جائے۔ چناب نگر میں قادیانیوں کی اسلحہ کی نمائش اور ناکہ بندی ختم کو ختم کرایا جائے۔ چناب نگر کو سیل کر کے قادیانیوں سے تمام اسلحہ ضبط کیا جائے۔ چناب نگر کے مسلمانوں کو تحفظ فراہم کیا جائے۔ تحصیل چنیوٹ اور فیصل آباد میں کفریہ سرگرمیوں کا فوری نوٹس لیا جائے۔ لالیاں سے قادیانی ہیڈ مسٹریس کو فوری طور پر تبدیل کیا جائے۔ کانڈیوال کے علاقہ میں قادیانی عطا کریم کے ڈیرے پر جو عبادت گاہ بنائی گئی ہے اسے فوری طور پر گرایا جائے۔

﴿ مبلغین ختم نبوت حضرت مولانا محمد نذر عثمانی اور حضرت مولانا محمد علی صدیقی کا دورہ سندھ۔ تفصیل آئندہ ﴾

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی نئی مطبوعات

محض اللہ رب العزت کے فضل و کرم، احسان و توفیق، عنایت و رحمت سے فتاوی ختم نبوت کی جلد اول اور جلد دوم پیش خدمت ہے۔ پہلی جلد میں تقریباً تمیں متداول فتاوی جات قادیانیت کے خلاف ہزاروں فتاوی کو جمع کیا گیا تھا اس جلد ثانی میں ان رسائل کو جمع کر دیا گیا ہے جو مختلف اوقات میں قادیانیت کے خلاف فتاوی جات رسائل کی شکل میں شائع ہوتے رہے۔ اللہ رب العزت اپنے فضل و کرم کی بارش نازل فرمائیں ان حضرات کی ارواح طیبہ پر جنہوں نے قادیانیت کیخلاف فتوی کے میدان کو سر کیا۔ اس جلد میں چھوٹے بڑے ۲۱ رسائل شامل ہیں۔ ہم نے تاریخ ترتیب فتوی یا تاریخ اشاعت کو سامنے رکھ کر ''اسلامی تقویم تاریخ'' کی کتاب کے مطابق (تقریباً) ترتیب قائم کی ہے۔ اللہ تعالیٰ سہو و نسیان سے درگزر فرمائیں۔ مزید رسائل ایسے بھی ہیں جو قادیانی کفریات کی شرعی حیثیت متعین کرنے کے نقطہ سے لکھے گئے۔ انہیں ہم انشاء اللہ العزیز فتاوی ختم نبوت کی تیسری جلد میں شائع کریں گے۔ یوں قادیانی فتنہ سے متعلق امت مسلمہ کی فتاوی جات کی تمام جدوجہد ان تین جلدوں میں جمع ہو جائے گی۔ حق تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی اس سعی کو بھی اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے سرفراز فرمائیں۔ آمین۔ بحرمۃ النبی الامی الکریم!

قیمت جلد اول -/150 روپے ڈاک خرچ -/60 روپے

قیمت جلد دوم -/150 روپے ڈاک خرچ -/60 روپے

رئیس قادیان

تالیف

مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری رحمہ اللہ

مصنف نے قادیانیت کے بانی کی لن ترانیوں کا طلسم توڑا ہے۔

اس کتاب میں مرزا قادیانی کی دکان آرائی کے صحیح واقعات منظر عام پر آ گئے ہیں۔

ابواب کی ترتیب میں عموماً واقعات کی ترتیب کے وقوع کا لحاظ رکھا ہے۔

حصہ اول کے ۱۲۷ ابواب اور حصہ دوم کے ۹۹ ابواب ہیں۔

مرزا قادیانی کے لڑکپن، بھولپن، جوانی، حیوانی، بڑھاپا، سیاپا کے تمام تر مستند واقعات درج ہیں۔

مرزا قادیانی کی پیدائش سے وفات تک کے تمام واقعات ایسے دلنشین انداز میں بیان کئے ہیں کہ پڑھنے سے واقعات کی فلم آنکھوں کے سامنے گھومنے لگتی ہے کتاب اردو ادب کا مرقع ہے۔

عمدہ کتابت، بہترین طباعت، کاغذ سفید عمدہ

قیمت -/100 روپے ڈاک خرچ -/60 روپے

ملنے کا پتہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان فون: ۴۵۱۴۱۲۲

چند لمحے بالاکوٹ میں

اے دلِ غمگیں اِس بستی پہ چند آنسو بہا
یہ وہ بستی جو شہیدوں کی بنی ہے خوابگاہ

آسماں بھی چومتا ہے اِس زمیں کی خاک کو
نازشِ زیرِ فلک ہے اِن شہیدوں کی جگہ

لگ گئی اِسکو نظر یا آ گئی اِسکی قضا
اِک قیامت آ کے ٹوٹی یا کہ آیا زلزلہ

چند گھڑیوں میں یہ بستی ہو گئی ملبے کا ڈھیر
دیکھتے دیکھتے ہو گئے آباد گھر سارے فنا

دب گئے ملبے تلے یہ اِن مکانوں کے مکیں
اِک پلک کے جھپکنے میں ہو گئی بستی تباہ

اے شہیدوں کی زمیں اے غازیوں کی رزم گاہ
ہو گئی چشمِ زدن میں تیری دھرتی کیا سے کیا

کیسے کیسے چاند تارے اِس زمیں میں چھپ گئے
خسف ہو کر رہ گئے اِس خاک میں کیا مہر و ماہ

صبحدم وہ پھول سے بچے چلے جو درسگاہ
وہ زمیں میں دھنس گئے یا کھا گیا اُنکو سما

اُنکی مائیں پیٹ کر سینہ جہاں تھیں رہ گئیں
کس طرف کو چل دیئے میرے جگر نورِ نگاہ

مرنے والے مر گئے اور جینے والے رُل گئے
کس سے یہ بپتا سُنوں کس سے سُنوں یہ اِبتلا

ہر طرف ہے شور و غوغا ہر طرف محشر بپا
موت کا مُنہ کھول کر بیٹھا ہوا ہے اژدہا

اِ قیامت خیز منظر سے پھٹا جاتا ہے دِل
یہ قیامت خیز منظر بھی تو ہے عبرت نُما

کون لا سکتا ہے اُسکے بحر کی موجوں کی تاب
ہے کہاں فرعون ظالم کس طرف اُسکی سپاہ

اے دلِ غمگیں رو لے اِس پہ جتنا چاہے رو
وہ تو سنتا ہے ترا رونا تیری یہ اِلتجا

اے خُدا اِن مرنیوالوں پر تُو اپنا رحم کر
بخش دے اپنے کرم سے اِن کی تُو ساری خطا

اے خُدا تُو اِن شہیدوں کو بھی جنت کر عطا
اپنی رحمت سے اِنہیں بہتر سے بہتر دے جزا

اے خُدا اِس سر زمیں کو پھر تو تُو آباد کر
اِن پریشاں حال اِنسانوں کے دِل تُو شاد کر

مولانا محمد یوسف مانسہروی

عقیدہ ختم نبوت کی سربلندی، تحفظ ناموسِ رسالت اور فتنہ قادیانیت کے استیصال کے لئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ساتھ دیجئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا تعارف

۱۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملت اسلامیہ کی تبلیغی و اصلاحی جماعت ہے۔

۲۔ اشاعت اسلام خصوصاً عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اس کا طرۂ امتیاز ہے۔

۳۔ مجلس کے پاکستان اور بیرون پاکستان ۲۷ دفاتر ۱۲ دینی مدارس ہمہ وقت تعلیمی و تبلیغی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

۴۔ مجلس کے تمیں مبلغین ضلع کی سطح پر تعینات ہر وقت تبلیغ دین اور تردید قادیانیت کے سلسلہ میں دورے پر رہتے ہیں۔

۵۔ ردقادیانیت پر اردو، عربی، انگریزی کتب رسائل اور لٹریچر چھاپ کر پوری دنیا میں فری تقسیم کیا جاتا ہے۔

۶۔ مجلس کے زیر اہتمام ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کراچی سے اور ماہنامہ ''لولاک'' ملتان سے شائع ہو رہے ہیں۔

۷۔ ختم نبوت خط و کتابت کورس کے ذریعے امت مسلمہ کو فتنہ قادیانیت سے آگاہ کیا جاتا ہے۔

۸۔ مجلس کے مرکزی دفتر ملتان میں دارالمبلغین قائم ہے جہاں علماء کو ردقادیانیت کا کورس کرایا جاتا ہے۔

اس کام میں مخیر دوستوں اور دردمندان ختم نبوت سے درخواست ہے کہ وہ قربانی کی کھالیں، زکوٰۃ، صدقات اور عطیات عالمی مجلس کو دے کر اس کے بیت المال کو مضبوط کریں، رقوم دیتے وقت مد کی صراحت کر دیں تاکہ اسے شرعی طریقہ سے مصرف میں لایا جاسکے۔

تمام پروگرام حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم اور حضرت مولانا سید نفیس الحسینی شاہ صاحب دامت برکاتہم کی سرپرستی میں ترتیب دیئے جاتے ہیں۔

قربانی کی کھالیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دیجئے

اسلام آباد G-6-1-3 2829188	گوجرانوالہ 4215663	لاہور عائشہ مسجد 5862404	ملتان حضوری باغ روڈ 4514122	سرگودھا 3710474	چناب نگر مسلم کالونی 6212811	جھنگ 7620730	ٹوبہ ٹیک سنگھ اقبال نگر 510711	چیچہ وطنی Mob: 0300 7832358	ساہیوال 51786
سیالکوٹ 0300-7442857	بہاولپور 2876105 0300-6851586	بہاولنگر 74082 0333-6309355	رحیم یار خان 5870418 0320-4061006	کراچی 27780337	حیدرآباد 3869948	سکھر 5625463	ٹنڈو آدم 571613	کوئٹہ 2841995	Mob:0301 7819466

شعبہ نشر و اشاعت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان